یا اللہ مدد | عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد | شانِ رسالت ﷺ زندہ باد | اصلی کلمہ اسلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہؒ زندہ باد | حق چار یار رضی اللہ عنہم

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان

مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بیاد

محدثِ عرب و عجم آبروئے دیوبند امام اہل السنۃ والجماعۃ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

خلیفہ مجاز: امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ، رئیس المفسرین

مفسر قرآن ولی کامل حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلک احناف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہؓ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام محقق العصر حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہؓ حضرت مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ — حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست

پیر طریقت شیخ الحدیث

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب دامت برکاتہم

نگران

وکیل احناف مناظر اسلام

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

0301-7790908

مدیر مسئول

مولانا احسن خدامی

0320 4902150

مدیر

حمزہ احسانی

0307-5687800

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب'' (تحفظ عقائد اہل سنت)......اکابر کی نظر میں!

رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ

کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' مل گئی، اکثر حصہ پڑھ بھی لیا اور اس کو مفید پایا۔

بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ [خادم خواص و خلیفہ مجاز: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ]

اِن شاء اللہ یہ مجموعہ حقائق سے آگاہی اور علماء دیوبند کے واقعی مسلک کو سمجھنے اور آنے والی نسلوں تک اُن کے مسلکی ذوق کو صحیح صورت میں پہنچانے کے لیے معاون و مفید ثابت ہوگا۔

وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم [امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ]

اکابر کے نظریات جو جمہور امت کے مزاج سے ملتے ہوں، ان کی حفاظت ضروری ہے۔ تاکہ آنے والی امت کے لیے مشعلِ راہ بنیں۔ انہیں نظریات کی حفاظت کے لیے مولانا عبدالرحیم (چاریاری) نے اَکابر کے مضامین کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ ان کی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

شیخ طریقت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم [خلیفہ اجل: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ]

اللہ تعالیٰ اِس کو نافع بنائے۔ اور یہ مجموعہ ردِ بدعات کے اِس سلسلے میں آخری کیل ثابت ہو۔

جانشین فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم [فرزند: حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ]

اَب ضرورت تھی کہ مسلک حق کے تحفظ اور احقاق حق و ابطال باطل کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے اِن تمام مضامین و مقالات کو یکجا شائع کیا جائے۔ یہ خدمت حق تعالیٰ نے ہمارے مکرم و محترم مولانا عبدالرحیم چاریاری سے لی کہ اُنہوں نے مختلف عنوانات کے تحت اِن مقالات کو جمع کر دیا ہے۔

قضیہ مولانا ہزاروی......حضرت قائداہل سنت رحمہ اللہ کا موقف

ملاحظہ: بعض احباب کی زبانی علم ہوا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہم فرمارہے ہیں کہ: ''ہم قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے موقف اور شرائط کے مطابق 'رجوع' کے لیے تیار ہیں۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا ہزاروی مدظلہم کے لیے یہ اقدام آسان فرمائیں اور مذہب اہل سنت اوراس کے پیروکاروں کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

ذیل میں مولانا ہزاروی مدظلہم کے قضیہ سے متعلق حضرت قائداہل سنت رحمہ اللہ کی طویل تحریرات کا خلاصہ حضرتؒ کے اپنے الفاظ میں پیش کیا جارہا ہے۔ تاکہ فریقین کے لیے سہولت رہے۔ اِس قضیہ سے متعلق حضرت قائداہل سنت رحمہ اللہ کی دستیاب تحریرات (جو ''تحفظ عقائداہل سنت'' نامی کتاب میں شامل ہیں۔) پر ایک نظر ڈالنے سے علم ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ نے درج ذیل متفرق عنوانات پر گفتگو فرمائی ہے۔

۱......دیوبندی رضاخانی اختلاف کی نوعیت
۲......شیخ محمد بن علوی مالکی صاحب
۳......''مفاہیم'' اور ''حول الاحتفال''
۴......فیصلہ ہفت مسئلہ
۵......عرس
۶......میلاد
۷......نقشہ نعل شریف
۸......ذِکرودرود کی اجتماعی مجالس
۹......مجالس ذکر اور حضرت لاہوریؒ
۱۰......حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم
۱۱......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم
۱۲......مولانا ہزاروی اور رسالہ ''مسلک ومشرب''

اَب ہم حضرت قائداہل سنت رحمہ اللہ کی تحریرات کا خلاصہ بلاتبصرہ نقل کررہے ہیں، اگر مولانا ہزاروی مدظلہم اِن سطور کی تحریری تائید فرماکر عملاً اِس موقف کو قبول فرمالیں تو یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ واللہ المؤفق [ادارہ]

(۱)......دیوبندی رضاخانی اختلاف کی نوعیت:

''ہم دیوبندی بریلوی محاذ نہیں بنانا چاہتے۔ اور عوام معذور ہیں۔ ان کو نرمی سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اصول وعقائد کو بھی پس پشت ڈال دیں۔ ہمارا اِختلاف ان خواص سے ہے جو مولانا احمد رضاخان صاحب کے پورے کے پورے مقلد ہیں۔ مسئلہ علم غیب اور مسئلہ حاضر وناظرہ وغیرہ فروعی مسائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا تعلق عقائد سے ہے۔'' [تحفظ عقائد:۱۸۷]

(۲)......شیخ محمد بن علوی مالکی صاحب:

''[ا]......مولانا محمد بن علوی مکی مالکی موصوف کی تصانیف ''حول الاحتفال بالمولد النبوی

الشریف ''اورزیر بحث کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موصوف بریلوی مسلک کے عالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حول الاحتفال کا ترجمہ بھی 'میلاد مصطفیٰ' کے نام سے ایک بریلوی عالم نے لکھا ہے اوراس کتاب کی اشاعت بھی بریلوی مسلک والوں نے کی ہے۔اسی طرح ان کی بعض دوسری تصانیف کا ترجمہ بھی بریلوی علماء نے کیا ہے۔

[۲]......لیکن بریلوی مسلک ماہنامہ ''جہان رضا'' فروری ۱۹۹۲ء کے مطالعہ سے تو اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کٹر بریلوی عالم ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۴۲۷]

''مندرجہ بالا حالات وواقعات سے واقف ہونے کے بعد تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ مولانا مکی مالکی صاحب جو فنافی البریلویت ہیں آپ کو مولانا ضیاء الدین صاحب قادری کے علاوہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے لڑکے مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔اورآپ اس حد تک مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کے عقیدت مند ہیں کہ ان کو اہل حق واہل باطل اوراہل سنت واہل بدعت کے لیے معیار حق قرار دیتے ہیں اور غیر مبہم الفاظ میں کہتے ہیں کہ: ''ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اوران سے بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے''۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۴۲۹]

(۳)......شیخ محمد بن علوی مالکی کی کتب: مفاہیم......اور......حول الاحتفال:

''مفاہیم میں جو متفق علیہ مسائل مذکور ہیں مثلاً عقیدہ حیات النبی۔توسل اورتبرکات نبوی وغیرہ ان سے تو ہمیں اختلاف نہیں ہے۔لیکن ان مسائل وعقائد کے ضمن میں مکی مالکی صاحب نے جو اپنے نظریات کا پیوند لگا دیا ہے۔اس سے اختلاف ہے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۳۸۶]

''اِس کتاب (مفاہیم [ناقل]) میں مولانا مکی مالکی نے بعض ایسے عقائد ومسائل بیان کیے ہیں جو اکابر دیوبند کی تحقیقات کے خلاف ہیں اوراکابر علمائے بریلی کے مؤید ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۷۲]

''ہم دیوبندی بریلوی تنازع کو بڑھانا نہیں چاہتے۔لیکن جب کوئی مسئلہ درپیش آئے گا تو اس کو ہم اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی تحقیق کے مطابق حل کریں گے۔ہم ان حضرات اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کو حضرات خاندان ولی اللّٰہی کے بعد مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا ترجمان اوروارث تسلیم کرتے ہیں۔اب آپ حضرات دوکشتیوں میں پاؤں نہ لٹکائیں۔حق واضح ہے۔ہم آپ حضرات کو اس وقت تک سابق دیوبندی قرار دیتے رہیں گے جب تک کہ آپ مولانا مالکی موصوف کی کتاب ''مفاہیم'' اور ''**حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف**'' سے صاف طور پر براءت کا اعلان نہیں کرتے۔'' [تحفظ عقائد: ۴۳۱]

(۴)......فیصلہ ہفت مسئلہ:

''یہ رسالہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ کے ارشاد سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔لیکن بعدازاں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خط وکتابت کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے رجوع کرلیا تھا۔ یہ خط وکتابت تذکرۃ الرشید حصہ اول طبع اول از ص ۱۱۴ تا ص ۱۳۶ درج ہے۔ دارالعلوم دیو بند میں ۱۳۵۸ھ کے درس حدیث میں بندہ حاضر تھا۔شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی طالب علم نے بذریعہ رقعہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رسالہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے لکھا تھا۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں بھی یہ رسالے بھیجے گئے تو حضرت نے فرمایا:''اچھا ہے، چولہے میں جلانے کے کام آئیں گے۔'' میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف کو بھی حضرت کا یہ ارشاد سنایا تھا۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۳۸۵]

''شیخ المشائخ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے بارے میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو جلوا دیا تھا۔تو اس کے بعد اب اکابر دیو بند کے کسی عقیدت مند عالم صوفی کے لیے اس بات کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ وہ اس پرفتن دور میں رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو بطور حجت پیش کرے اور اس کے متنازعہ مسائل پر عمل کرنے کی ترغیب دے۔'' [تحفظ عقائد: ۲۲۶]

(۵/۶)......عرس اور مروجہ محافل میلاد:

''ماہنامہ ''حق چاریار'' کے سابقہ شماروں میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور شیخ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصنیف ''براہین قاطعہ'' سے یہ ثابت ہوگیا کہ مروجہ محافل میلاد اور عرس بدعت ہیں۔'' [ص: ۲۲۵]

''اگر مجلس میلاد منکرات سے بھی خالی ہو۔اور اس میں تداعی بھی نہ ہو اور دوسروں کو اس میں بلایا بھی نہ جائے تو پھر بھی حضرت گنگوہیؒ اس کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۳۶]

(۷)......نقشہ نعل شریف:

''حضرت مفتی صاحب نے اس کا یہ جواب دیا کہ: اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو زہے سعادت اور فرط محبت سے اس کو بوسہ دینا سر پہ اٹھا لینا کچھ بھی موجب سعادت

ہے مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی متحقق نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا شریعت میں معہود نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک' پائے مبارک' موئے مبارک اور قمیض مبارک اور جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔اور اگر ان میں اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج بھی بے شمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیم کا دروازہ کھل جائے گا۔جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا ہے وہ ان کے والہانہ جذبات کا نتیجہ تھا۔مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہوسکتا۔[کفایت المفتی:۶۱/۲]''(تحفظ عقائد:۲۴۹)

''حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ''نیل الشفاء'' میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے نعل شریف کا نقشہ شائع کیا تھا اور اس سے توسل کا طریقہ لکھا تھا۔ بعدازاں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی مفتی اعظم ہند سے خط و کتابت کے بعد اس سے رجوع کر لیا تھا۔''

[تحفظ عقائد اہل سنت:۴۰۶]

''حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو غالباً حضرت تھانویؒ کے اس رجوع کا علم نہیں ہوسکا ورنہ وہ اپنی کتاب شرح شمائل ترمذی میں حضرت تھانویؒ کے حوالہ سے نقشہ نعل شریف کے فضائل کیوں بیان فرماتے؟

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اگر کسی بزرگ نے غلبہ محبت میں نقشہ نعل شریف کو بوسہ دیا ہے یا اس سے توسل اختیار کیا ہے تو وہ مغلوب الحال ہونے کی وجہ سے معذور ہوں گے لیکن ان کا یہ عمل دوسروں کے لیے حجت نہیں ہوگا۔''[تحفظ عقائد اہل سنت:۲۵۱]

(۸)......ذِکر و درود کی اجتماعی مجالس:

''۱......بلا شک درود شریف رحمتوں کا خزانہ ہے جس کی کثرت مطلوب ہے۔لیکن درود شریف پڑھنا مستحب عمل ہے۔اس لئے حسب ارشاد حضرت گنگوہیؒ بوجہ مستحب ہونے کے اس کے لیے بھی لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔اور اشتہار میں مجلس درود شریف اور مجلس ذکر کے پروگرام کا شائع کرنا بھی بوجہ تداعی جائز نہیں۔

۲......مجلس ذکر سے مراد اگر فضائل ذکر کا بیان ہے اور مجلس درود شریف سے مراد اگر فضائل درود شریف کا بیان ہے تو جائز ہے کیونکہ یہ تبلیغ ہے لیکن اگر اس سے مراد درود شریف پڑھنا اور اجتماعی ذکر کرنا ہے تو بوجہ تداعی کے یہ ناجائز ہوتا ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ درود شریف مستحب عمل ہے۔اور مستحب عمل کے لیے تداعی (یعنی لوگوں کو اس کے لئے بلانا) ناجائز ہے۔۔۔۔۔۔اور گو صلوۃ وسلام اور ذکر بالجہر کی وجہ سے عوام زیادہ جمع ہوجاتے ہیں اور روحانیت کا چرچا زیادہ ہوجاتا ہے۔اور عوام ان دقیق باتوں کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔لیکن علماء کا تو فریضہ ہے

کہ وہ شریعت کی روشنی میں امر و نہی پر عمل کرتے رہیں شریعت جذبات کے تابع نہیں ہے۔ بلکہ جذبات کو شریعت کے تابع کرنا چاہیے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۸۰]

(۹)......مجالس ذکر اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ:

''...مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔ تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۲۷]

''حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں ہے اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں،......حضرت نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کر دی تھی اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا تھا۔ حالانکہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔''

[ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔ اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ [ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ از حصرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ]'' (تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۲۷)

(۱۰)......حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم:

''اور یہ بھی حقیقت ہے کہ صوفی محمد اقبال صاحب موصوف مکی مالکی سے بیعت بھی ہوئے ہیں چنانچہ خود انہوں نے اپنے ایک مفصل مکتوب میں اس کا اِعتراف کیا ہے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۱۰]

''تو جب ان عقائد کے ہوتے ہوئے انہوں نے مکی مالکی سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا ہے۔ تو صوفی محمد اقبال صاحب کا بھی روح شریف کی حاضری کے متعلق وہی عقیدہ ہوگا جو مکی مالکی کا ہے۔ ان

حالات میں اگر صوفی محمد اقبال صاحب کو مکی مالکی کا مرید وخلیفہ ہونے کی بناء پر بریلوی کہا جائے تو کیا اس حقیقت سے انکار ہوسکتا ہے؟''[اکابر کا حقیقی مسلک ومشرب المعروف: تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۱۵]

(۱۱)......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مرحوم:

[۱]......''مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مالکی کے بڑے محبّ اور مداح ہیں۔''[تحفظ عقائد: ۱۷۲]

[۲]......''اِس وقت ہماری بحث خصوصی طور پر جناب صوفی محمد اقبال صاحب (مقیم مدینہ منورہ) مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی سے ہے۔۔۔جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور خلفاء میں سے ہیں، کیونکہ ان حضرات نے مولانا مکی مالکی کی کتاب مفاہیم کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا ہے۔''[تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۲۱]

(۱۲)......حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'':

''علاوہ ازیں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب (ہزاروی) نے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' بھی شائع کیا ہے، جس میں اکابر دیوبند کے مسلک کی غلط ترجمانی کی گئی ہے۔''[ص: ۱۷۲]

''مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف سے تعلق زیادہ رہا ہے۔آپ عصری فتنوں کے خلاف ہیں اور مجاہدانہ مزاج رکھتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ وہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اثر آہستہ آہستہ دیوبندی تحقیقی مسلک سے ہٹتے جارہے ہیں۔ پہلے ان کے نام سے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' شائع ہوا۔ بعد ازاں ''اسلامی ذوق'' شائع کیا گیا۔جس کے بارے میں مَیں نے عندالملاقات ان کو توجہ دلائی کہ آپ ''براہین قاطعہ'' کا بغور مطالعہ کریں اور تذکرۃ الرشید حصہ اول میں محفل میلاد وغیرہ اختلافی مسائل کے متعلق حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ کی خط وکتابت اور براہین قاطعہ مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (صاحب بذل المجہود شرح ابی داؤد) سے بھی استفادہ کریں۔''[ص: ۳۸۵]

''میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی تقریظ کو خصوصیت سے اس لیے تنقید کا ہدف بنایا ہے کہ انہوں نے جس طرح مولانا مکی مالکی صاحبؒ کی کتاب کی مکمل طور پر تعریف وتصویب کی ہے اور اس کو اکابر کے مطابق قرار دیا ہے۔اس سے حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے متوسلین سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اکابر محققین اہل سنت کے مسلک سے شعوری وغیر شعوری طور پر منحرف ہوسکتے تھے۔ مولانا موصوف کی خدمت میں بھی گذارش کی جاتی ہے کہ بغیر خوف لومۃ لائم اپنی تقریظ سے واضح طور پر رجوع کرلیں اور راہ راست میں ان خاردار جھاڑیوں سے دامن بچا کر اکابر اہل حق سے جدا نہ رہیں۔''[تحفظ عقائد: ۳۹۰]

مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہم

کلمہ طیبہ میں اضافہ جائز نہیں

دور حاضر میں جہاں اسلامی احکام کی من مانی تشریح وتعبیر لوگوں کا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے، وہاں اسلامی شعائر میں قطع وبرید اوران میں اضافہ وتبدیلی بھی بعضوں کے ہاں معمولی چیز سمجھی جانے لگی ہے۔ فیا اسفا......

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اسلامی شعائر میں سب سے پہلی چیز کلمہ طیبہ ہے جوکہ اسلام کی بنیاد وخاص علامت ہے۔ اسلامی نظریات کے تحفظ وبقاء کا تقاضا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کو جوں کا توں اپنی اصلی حالت میں رکھنے، پڑھنے اور لکھنے کا اہتمام کیا جائے، وگرنہ اسلام کی اس خاص علامت اور بنیادی شعار کے اضافہ وتبدیلی سے دیگر اسلامی شعائر کے مخدوش وتبدیل ہونے کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور یہ بات کسی بھی راسخ العقیدہ مسلمان کو قطعاً گوارہ نہیں ہوگی۔

چنانچہ بعض حضرات جب کلمہ طیبہ کا جہراً ورد کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ بھی بڑھاتے ہیں، جوکہ کلمہ طیبہ میں اضافہ ہے اور یہ اضافہ صحیح نہیں۔ اور پھر عوام الناس اسی سے دلیل پکڑتے ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ کو کلمہ طیبہ کا جز وسمجھ کر پڑھنے اور لکھنے کا اہتمام کرنے لگتے ہیں، جوکہ شرعاً درست نہیں۔ اس کے چند وجوہ حسب ذیل ہیں۔

اولاً: کلمہ طیبہ یا جہری ذکر کی محفلوں کا انعقاد واہتمام اور اس کی باقاعدہ تداعی ہی علماء محققین اور اہل فتویٰ کے ہاں محل نظر ہے۔

ثانیاً: قرآن مجید میں آنحضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی پانچ مرتبہ آیا ہے، چار جگہوں پر محمد ﷺ اور ایک جگہ احمد ﷺ۔ دوران تلاوت ان مقامات پر آپ ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی زیادتی جائز نہیں، ایسے ہی کلمہ طیبہ میں بھی آپ ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا اضافہ صحیح نہیں۔

ثالثاً: کلمہ طیبہ کے الفاظ [مثل اذان کے] مخصوص ومقرر ہیں، جن میں کمی بیشی ہرگز جائز نہیں۔

جس طرح اذان کے الفاظ میں اضافہ جائز نہیں، اسی طرح کلمہ کے الفاظ میں بھی زیادتی درست نہیں۔

[البحر الرائق: ۱/۲۶۱۔ عالمگیری: ۱/۵۵]

رابعاً: اذان کے اندر ''اشھد ان محمد رسول اللّٰہ '' کے جواب میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنے کا آج کل عام رواج ہورہا ہے، جبکہ حدیث میں کہیں بھی اس کا حکم نہیں، اس لئے یہ بھی روا نہیں۔ [احسن الفتاویٰ: ۲/۲۷۸] ایسا ہی کلمہ طیبہ کے الفاظ ''محمد رسول اللہ'' کے بعد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنا بھی روا نہیں، کیونکہ کسی روایت میں یہ الفاظ منقول بھی نہیں اور اس پر امت کا تعامل بھی نہیں، حالانکہ کلمہ طیبہ تواتر سے منقول وثابت ہے۔ اس لیے فقہاء نے ان الفاظ کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔

ملحوظ رہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا، یقیناً ایک بڑی سعادت اور نہایت خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، مگر سامعین، اذان کا مسنون جواب دینے کے ہی مامور ومکلّف ہیں۔

''اشھد ان محمد رسول اللّٰہ '' کے جواب میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہنا کسی حدیث میں کہیں بھی منقول وثابت نہیں۔ یہاں تک کہ محدثین نے جن مواقع پر درود شریف پڑھنے کا ذکر کیا ہے ان میں کہیں بھی مذکورہ بالا مقامات کی صراحت نہیں۔

خامساً: اذان کے آخری جملہ ''لا الہ الا اللہ'' کے بعد جس طرح ''محمد رسول اللہ'' کا اضافہ جائز نہیں۔ [خیر الفتاویٰ: ۲/۲۳۵] اسی طرح کلمہ طیبہ کے آخری جملہ ''محمد رسول اللہ'' کے بعد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی زیادتی بھی درست نہیں۔

سادساً: کلمہ طیبہ کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنے یا لکھنے کا اہتمام کرنا، اصلی کلمہ اسلام میں تغیر وتحریف کے مترادف ہے۔ اس لیے اس کی ہرگز گنجائش نہیں۔ اور اسی سے اہل زیغ وضلال، دیگر اسلامی شعائر میں اضافہ کو بطور جواز کے استعمال کرنے لگیں گے، اس بناء پر اس زیادتی سے گریز لازم ہے۔

حضرات علماء کرام، دینی حمیت کے پیش نظر اپنے حلقوں میں اس حقیقت کے اظہار وپرچار کے ذریعہ اصلاح امت کا فریضہ سرانجام دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ ☆☆☆☆

وفیات

امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی اہلیہ مکرمہ رحمہا اللہ [اوکاڑہ]

سیٹھ حسن سومرو رحمہ اللہ [جنھان سومرو، سندھ]

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہم [مدیر: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور]

دینی مدارس کی طالبات وفاضلات کے لیے قیمتی نصائح

خطاب: سنی مدرسہ للبنات [اچھرہ، لاہور]......مؤرخہ: ۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم،اما بعد! قال النبی ﷺ: من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین. اوکما قال رسول الله ﷺ.

آج یہاں حاضری کا اتفاق ہوا، اور الحمدللہ اِس مدرسے کی دینی خدمات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں، اللہ تعالیٰ اِس مدرسے کو ہمیشہ کے لیے آباد وشاد رکھے۔ پڑھنے پڑھانے والوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

دین کے لیے قبولیت انعام خداوندی ہے:

یہ بچیاں جو یہاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، یہ مبارک باد کی مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کے لیے قبول فرمالیا ہے۔ میں نے جو حدیث کا ایک حصہ پڑھا ہے، اس میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے اپنے دین کے لیے قبول کر لیتے ہیں۔'' ایک اور حدیث میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا ہر شخص کو دیتے ہیں، چاہے اس سے محبت ہو یا نہ ہو۔ چاہے وہ اللہ کو مانے یا نہ مانے، لیکن فرمایا: دین اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو۔ فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ دین نصیب فرمائیں وہ سمجھ لیں کہ اللہ نے مجھ سے محبت رکھی ہے، لہٰذا وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکرادا کرے کم ہے۔ اِس لیے پڑھنا پڑھانا دین کا ایک بہت بڑا اور اہم شعبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تعلیم وتعلم کی قدر وقیمت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلی جو آیت نازل فرمائی وہ بھی تعلیم کے بارے میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے جس چیز کا اہتمام فرمایا وہ تعلیم ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے: **وعلم آدم الاسماء کلّها** . کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام چیزوں کی تعلیم دی۔ تعلیم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مقابلہ کرایا، فرشتوں کے مقابلے میں حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے کامیابی حاصل کی، پوزیشن حاصل کی، اِس پوزیشن لینے پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو خلافتِ ارضی کا انعام عطا

فرمایا۔ تعلیم کی برکت سے، تعلیمی میدان میں کامیابی کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنے بڑے انعام سے نوازا۔ تو ہم اِسی سے اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تعلیم کی کتنی قدر و قیمت ہے۔

تعلیم جس طرح مردوں کے لیے ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے۔ جس طرح مرد تعلیم حاصل کرنے کے مکلّف ہیں، اسی طرح عورتیں بھی مکلّف ہیں کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کریں، دین سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے:

علماء فرماتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی تربیت کے لیے پہلا مدرسہ ہے۔ ماں جیسے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت دے گی، بچہ اسی طرح آگے چلے گا۔ ماں کو دین کے ساتھ محبت ہوگی تو بچے کو بھی دین کے ساتھ محبت ہوگی۔ ماں دین سے دُور ہوگی تو بچہ بھی دُور رہیگا۔ آپ گھروں میں دیکھتے ہوں گے کہ ماں جب نماز پڑھتی ہے تو چھوٹا بچہ اس کی نقل کرتا ہے، جیسے ماں کرتی ہے، رکوع میں جاری ہے، سجدہ کر رہی ہے، تو بچہ نقل کر رہا ہوتا ہے، بچے کے ذہن میں یہ چیز بیٹھتی چلی جاتی ہے، بچہ اگرچہ بے شعور ہوتا ہے، لیکن وہ ایک شکل اس کے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے، یہ ابھی سے اُس کی تربیت شروع ہوگئی ہے کہ یہ بھی کوئی عمل ہے۔ بے شک وہ نماز کے دوران کبھی ماں کی پیٹھ پر چڑھ جائے گا، کبھی اُس کی گردن پر بیٹھ جائے گا، کبھی اسے تنگ کرے گا، لیکن ساتھ ساتھ وہ نقل والا عمل بھی کرتا رہے گا۔ یہ ہے تربیت۔ بچپن ہی سے بچے کے ذہن میں دین کی باتیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ سنا ہے کہ ہمارے بعض تلامذہ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے عربی سکھا رہے ہیں، تو ابھی سے بچے کی تربیت ہو جائے گی۔ بعد میں وہ عربی زبان سے زیادہ مانوس ہوگا، سمجھنے میں بھی سہولت ہوگی۔ (ان شاءاللہ)

نیک ماں کی تربیت کے اثرات کا ایک عجیب واقعہ:

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں، خطبات میں ایک عجیب واقعہ ارشاد فرمایا کہ ماں کی تربیت کے کتنے اثرات ہوتے ہیں۔ وہ تبھی ہوں گے جب ماں دین پڑھی ہوئی ہوگی، دین سیکھی ہوئی ہوگی، دین پر عمل کرنے والی ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ: کابل کے امیر تھے امیر دوست محمد خان، اُن کے والد تھے امیر عبدالرحمٰن خان، ایک مرتبہ اُن کو ایک مہم پیش آگئی، دشمن نے کسی علاقے پر حملہ کر دیا، تو اُنہوں نے اپنے ایک بیٹے کو فوجی دستہ دے کر روانہ کیا کہ دشمن کا مقابلہ کرے۔ کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ شہزادہ شکست کھا کر بھاگتا ہوا واپس آرہا ہے، امیر صاحب بہت پریشان ہوئے، اسی پریشانی کی کیفیت میں گھر آئے تو بیوی نے پوچھا کہ: کیا بات ہے، کیوں پریشان ہیں؟ تو بتایا کہ: ایسے ایسے

واقعہ پیش آیا ہے۔ بیوی نے کہا: یہ ہو ہی نہیں سکتا، امیر نے کہا کہ: میری سی آئی ڈی اور خفیہ اہلکاروں نے اطلاع دی ہے، ان کی یہی رپورٹ ہے اور صحیح رپورٹ ہے۔ گھر والی نے کہا: سب رپورٹیں غلط ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میرا بیٹا شکست کھا کر واپس آجائے۔۔!!

امیر عبدالرحمٰن خان نے سوچا کہ عورتیں ضدی ہوتی ہیں، بات نہیں مانتیں، میرے مخبر اور سی آئی ڈی والوں نے رپورٹ دی ہے، اور یہ کہتی ہے کہ: ’’ایسے ہو ہی نہیں سکتا۔‘‘ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔ دو چار دن کے بعد خبر آئی کہ پہلی خبر غلط تھی، شہزادہ فتح حاصل کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آرہا ہے۔ امیر عبدالرحمٰن نے گھر آکر خوشی کی خبر سنائی۔ اور پھر اہلیہ سے پوچھا کہ: تم نے کیسے یقین سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ’’میرا بیٹا شکست نہیں کھا سکتا۔‘‘ اور صرف کہی نہیں، بلکہ اس پر ڈٹ گئی، میں نے اس خبر کے درست ہونے پر جتنا بھی اصرار کیا کہ ہمارے مخبروں کی اطلاع ہے، لیکن تم نے انکار ہی کیا؟ اس اللہ کی بندی نے کہا: جب یہ بچہ میرے پیٹ میں آیا تھا، تب سے میں نے بہت احتیاط کی، حرام تو حرام، کوئی مشکوک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں نہیں جانے دیا۔ میں نے پاکیزہ اور حلال کمائی کھائی ہے۔ پھر اس کے بعد جب یہ پیدا ہوا تو میں نے ہمیشہ اسے باوضو ہو کر دودھ پلایا، کبھی بھی یہ غلطی نہیں کی کہ بے وضو دودھ پلا دوں۔ اور پھر اس کی خوراک میں بھی میں نے حلال اور پاکیزہ کا پورا پورا خیال رکھا۔ اِس لیے میں نے سوچا کہ اس بچے کی پیدائش بھی حلال خوراک پر ہوئی، اس کی زندگی بھی حلال خوراک پر ہی گزری، اتنی پاکیزہ خوراک والا بچہ بہادر ہوتا ہے، بزدل نہیں ہوتا، یہ جان تو دے سکتا ہے، لیکن میدان چھوڑ کر بھاگ نہیں سکتا۔ حضرت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ برکت ہے ماں کی گود کی تربیت کی کہ اگر نیک صالح ماں ہو تو پھر بچہ اس طرح بہادر پیدا ہوتا ہے۔

اِس لیے ہمارا یہ پڑھنا پڑھانا عمل کی نیت سے ہونا چاہیے، جو کچھ ہم پڑھتے ہیں، اسے عمل میں لائیں، ہمارے اندر عاجزی وانکساری ہو، اچھی صفات ہوں، ہم خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل پر لانے کی کوشش کریں تاکہ ہمیں دنیا میں بھی سرخروئی حاصل اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی کامیابی ملے۔

دینی مدارس کی طالبات وفاضلات کو اہم نصیحت:

وقت مختصر ہے، اِس لیے میں دو حدیثیں بیان کر کے اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں بھی بنات کی دینی تعلیم کے لیے مدارس قائم ہیں اور الحمدللہ ’’وفاق المدارس‘‘ کے ماتحت تمام شعبہ جات خصوصاً درجہ عالمیہ کے امتحانات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ وہاں بھی ہم طالبات کو اِس بات کی طرف

خصوصی طور پر توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ آپ سے بھی عرض کرتا ہوں کہ عالمہ فاضلہ بننے کے بعد جب گھروں کو جائیں تو اپنی علمیت نہ دکھلاتی رہیں، بلکہ عمل کر کے دکھائیں، دوسروں کے لیے نمونہ بنیں، تکبر، بڑائی اور تعلّی وغیرہ صفات رذیلہ سے بہت بچیں، (بے شک شیطان کے بہکاوے سے دماغ میں یہ بات آئے گی کہ ہم تو عالمہ فاضلہ ہیں، پڑھی لکھی ہیں، ہماری اپنی شان ہے، لیکن نفس اور شیطان کے شر سے بچنے کے لیے پوری کوشش صرف کریں،) مزاج میں عاجزی، انکساری، خدمت کا جذبہ، خاوند کی فرمانبرداری اور اپنے سسرال کی خدمت کا مادہ ہونا چاہیے، (ایک مسلمان عورت کے لیے یہ چیزیں بہت اہم ہیں، خصوصاً دین پڑھی ہوئی مستورات کے لیے تو اور بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہیں، حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات ہمارے لیے نمونہ ہیں، اور اُن کی زندگیوں میں یہ چیزیں بہت نمایاں ہیں، جیسا کہ ابھی حدیث میں آئے گا۔ لٰہذا ہمیشہ کے لیے انہی ہستیوں کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔)

اِسی بارے میں دو حدیثیں سناتا ہوں۔ یہ حدیثیں بھی ہمارے عمل کرنے کے لیے ہیں، صرف پڑھنے اور دوسروں کو سنانے کے لیے نہیں ہیں۔

پہلی حدیث: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر کے تمام کام کاج خود کرنا:

حدیث شریف میں آتا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر رخصتی کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ غریب آدمی تھے، سیدھے سادے، یعنی دنیاوی مال اسباب اُن کے پاس نہیں تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سب کام خود کرتی تھیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس تقسیم ہونے کے لیے کہیں سے غلام آئے اور باندیاں بھی، حضور ﷺ تقسیم فرمارہے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھر میں کہا کہ: اگر آپ اپنے والد کے پاس چلی جائیں اور اُن سے ذکر کریں کہ مجھے بھی ضرورت ہے تو ہوسکتا ہے وہ آپ کو کوئی غلام یا باندی دیدیں، غلام ہوا تو باہر کے کام کاج کرے گا، آپ کو سہولت ہوجائے گی، اور اگر باندی ہوئی تو وہ گھر کے اندرونی کام کرے گی، یوں آپ کو راحت ملے گی، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے گھر تشریف لے گئیں، اتفاق سے حضور ﷺ گھر نہیں تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، اُنہوں نے پوچھا: بیٹی! کیسے آنا ہوا؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آمد کا مقصد اور اپنی حاجت عرض کی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابھی تو آپ کے اباجی باہر گئے ہوئے ہیں، شام کو جب تشریف لائیں گے تو آتے ہی میں اُن کو آپ کا یہ پیغام دیدوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، رات کو عشاء کی نماز کے بعد جب حضور ﷺ باہر سے فارغ ہوکر گھر تشریف لائے تو آتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیٹی

کی بات سنادی کہ بیٹی ایسے ایسے حال میں ہے اور یہ اُس کی خواہش ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کے لیے گھر کے کام کاج کو برقرار رکھا:

حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ بیٹھے نہیں، اُسی وقت بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سوئے ہوئے تھے، حضور کی آمد پر ہم اٹھنے لگے تو ہمیں منع فرمادیا اور ہمارے درمیان تشریف فرما ہوگئے، اور ہمیں مخاطب ہو کر فرمایا: بیٹی! تم آئی تھی، تمہاری ایک خواہش تھی، میں نے سوچا کہ کیا میں آپ لیے دنیا کے غلاموں اور باندیوں سے بہتر چیز نہ بتلاؤں جو ہمیشہ آپ کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی ہی کامیابی کا باعث ہو؟ حضرت فاطمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور!، تو فرمایا: جب تم سونے لگو تو ۳۳/بار سبحان اللہ، ۳۳/بار الحمدللہ اور ۳۴/بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو! یہ تمہارے لیے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ اور آخرت میں بھی تمہارے لیے بہتری کا سبب ہے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پر راضی ہوگئیں۔ اب آپ خود سوچیں کہ اُنہوں نے حضور ﷺ کے گھر جاکر جو اپنی داستان سنائی تھی کہ: میرے ہاتھوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں، کام زیادہ ہوتا ہے، تھک جاتی ہوں، اور یہ پریشانی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اُس کی بظاہر کوئی پروا نہیں فرمائی۔ اور اُنہوں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے بھی اِس پر لبیک کہا۔

تسبیحاتِ فاطمی کی عجیب برکت:

ہمارے استاد تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ (فوت ہوگئے ہیں، بہت بڑے بزرگ تھے،) وہ فرمایا کرتے تھے کہ: اِس تسبیح کی برکات یہ ہیں کہ اگر کوئی ملازم مرد یا عورت، یا گھر کی ہی مستورات جو سارا دن کام کاج کرتی رہیں، اگر رات کو سوتے وقت یہ تسبیحات پڑھ لیں تو دن کی ساری تھکاوٹیں اس کی برکت سے دُور ہوجاتی ہیں، اور صبح کو ہشاش بشاش ہوجائیں گی۔ یہ بات استاذِ محترم نے درس میں ارشاد فرمائی تھی۔ مزید فرمایا کہ: ہم نے جسے یہ ''وظیفہ'' بتایا اور جن خواتین نے اس کا معمول بنایا، اُن سے ہمیں یہی خبر ملی کہ وہ بہت خوش ہیں کہ ٹھیک ہے، دِن کو گھر بھر ہمیں کام کاج کرنا پڑتا ہے، لیکن ہمیں اللہ کے رسول کی طرف سے ایسا عمل مل گیا کہ ہم رات کو پڑھ کر سوتے ہیں تو ساری تھکاوٹ دُور ہوجاتی ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ یہ تسبیحات پڑھنے کا اجر وثواب الگ ملے گا، اور یہ دنیاوی فائدہ الگ حاصل ہوگا۔

آپ دیکھ لیں کہ بخاری شریف کی آخری حدیث انہی تسبیحات پر ختم ہوتی ہے، اُس کا درس بھی ہوتا ہے اور فضائل بھی سنائے جاتے ہیں، بے شمار فضائل ہیں۔ اور مستورات کے لیے عجیب نسخہ ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے عمل سے انسان کی دن بھر کی ساری تھکاوٹیں دُور ہوجاتی

ہیں۔اب خود سوچیں کہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑی دنیا میں کون سی شہزادی ہوسکتی ہے؟؟ روئے زمین کی ساری شہزادیاں جمع ہوجائیں تو اُن کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں،لیکن اُن کا عمل دیکھیں کہ خاوند کی خدمت کی خاطر کس قدر مشقتیں برداشت کررہی ہیں۔پھر حضور ﷺ کا عمل دیکھیں کہ آپ نے کس چیز کو ترجیح دی؟ بیٹی تھی،شہزادی تھی،نیز آپ ﷺ کی نرینہ اولاد تو بچپن میں فوت ہوگئی تھی، دیگر بیٹیاں بھی فوت ہوچکی تھیں،صرف ایک بیٹی باقی تھی،ایسی اکلوتی اولاد سے انسان کو کس قدر پیار ہوتا ہے اوراس کی راحت اور آرام کا کس قدر خیال ہوتا ہے،آپ ﷺ کو ان سے کتنی زیادہ محبت ہوگی؟ ہم اندازہ لگائیں کہ اگر ہماری ساری اولاد فوت ہوجائے اور صرف ایک بیٹی باقی بچے تو ماں باپ کو اس سے کتنی محبت ہوگی؟ لیکن اس محبت کو بھی آخرت پر قربان کردیا کہ بیٹی! تم آخرت کے درجے حاصل کرلو،دنیا کی کوئی خاص بات نہیں ہے،یہ گزر جائے گی۔

(اور خاوند کی خدمت میں جو تکلیفیں بیٹی اُٹھارہی تھی،اُنہیں برداشت فرمایا۔یہ نہیں کیا کہ حضرت علیؓ سے فرماتے کہ: میری بیٹی پر اتنا بوجھ کیوں ڈالا ہوا ہے؟ اُس سے اتنا کام کیوں کرواتے ہو؟نہیں! بلکہ اُس کام کاج اور خاوند کی خدمت پر بیٹی کو تسلی دی اور آخرت کی بہتری کی بشارت دی۔) ایک واقعہ تو یہ ہے۔ اب ہم اسے سوچیں،اس پر عمل کریں کہ ہمارے پڑھنے پڑھانے کا مقصد یہی عمل ہے۔

دوسری حدیث: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا کام کاج میں مشقت اٹھانا:

دوسرا واقعہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہے،وہ بھی بخاری شریف میں ہے،پڑھ لیں گی آپ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں،والدہ الگ الگ ہیں،والد ایک ہیں، جب حضور اکرم ﷺ غارِ ثور میں تشریف لے گئے،اس وقت یہ بچی تھیں،استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ''انعام الباری'' میں لکھا ہے کہ: نبی اکرم ﷺ کا کھانا غارِ ثور میں تین دن صبح وشام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پہنچاتی رہیں۔پھر ایک بات مزید لکھی،فرماتے ہیں کہ: ہم جب حج پر گئے،اس وقت میں صحت مند جوان تھا،تو میں ایک مرتبہ غارِ ثور پر چڑھا،ایک مرتبہ چڑھنے کے باعث اتنا تھکا کہ تین دن بخار رہا۔ فرماتے ہیں: وہیں میرے ذہن میں آیا کہ: حضرت اسماء کیسے چڑھتی ہوں گی؟ وہ تو اُس وقت بچی تھیں،اور دن میں دو مرتبہ جانا پڑتا تھا،اور تین دن گئیں،اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ صحت مند ہیں،جوان ہیں،ایک مرتبہ چڑھے تو تین دن تک بخار چڑھا رہا،فرمایا: پھر مجھے قدر آئی کہ: اللہ کی بندی نے کتنی مشقت سے حضور ﷺ کی خدمت کی۔

(حضور ﷺ کی مکہ سے روانگی اور غارِ ثور میں پناہ لینے کے بعد کفار نے آپ کی تلاش شروع کی)

جب کفار کو حضور ﷺ نہ ملے تو ابو جہل نے سوچا کہ: اور کسی کو پتہ ہو یا نہ پتہ ہو، ابوبکر کے خاندان کو ضرور پتہ ہوگا کہ حضور کہاں ہیں، اب وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر) آیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ابو جہل نے حضور کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے نہیں بتلایا۔ اُس نے غصے میں آ کر تھپڑ مارا، روایت میں آتا ہے کہ اتنا زور سے مارا کہ گر پڑیں، اور کان کی بالی ٹوٹ گئی، (آپ حوصلہ دیکھیں کہ) بچی ہو کر مار کھالی لیکن اللہ کے رسول کا راز ظاہر نہیں کیا۔

اَب اِنہی کا واقعہ سنیے! یہ فرماتی ہیں کہ (حضور ﷺ کے بعد) ہم بھی ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچ گئے، جاتے ہی حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی ہوگئی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی غریب آدمی تھے، اُن کا ایک گھوڑا تھا، فرماتی ہیں: گھر کے کام کاج اور خاوند کی خدمت کے ساتھ ساتھ خاوند کے گھوڑے کی خدمت بھی میرے ذمہ تھی، فرماتی ہیں: حضور ﷺ نے حضرت زبیر کو مدینے سے تین فرسخ دُور ایک ٹکڑا زمین کا دیا، حضرت زبیر تو کام کاج کے لیے باہر چلے جاتے، فرماتی ہیں: میں خود جاتی اور کھیتوں سے گھوڑے کے لیے گٹھلیاں، گھاس، چارے وغیرہ کی گٹھڑی باندھ کر سر پر رکھ کر لاتی، اور پھر گھوڑے کو پانی پلانا وغیرہ سب کام میں کرتی، جہاد کے لیے وہ گھوڑا رکھا ہوا تھا، تاکہ مجھے بھی ثواب ملے، میرا بھی حصہ ہو جائے، اور خاوند کی خدمت بھی ہو رہی ہے، اس کا بھی ثواب۔ کیونکہ خاوند کے گھوڑے کی خدمت کرنا حقیقت میں خاوند کی خدمت ہے۔

فرماتی ہیں: ایک دن میں آ رہی تھی، سر پر گٹھڑی تھی، حضور اکرم ﷺ راستے میں کہیں سفر سے آ رہے تھے، اُنہوں نے دُور سے مجھے دیکھا تو ٹھہر گئے، جب میں قریب آئی تو مجھے کہا کہ: (میرے ساتھ سواری پر) سوار ہو جاؤ! (اونٹ پر سواری کی کئی صورتیں ایسی ہیں جن میں ساتھ جڑ کر نہیں بیٹھنا پڑتا، بلکہ کجاوے کی لکڑی وغیرہ کا فاصلہ ہوتا ہے۔) فرماتی ہیں: میں سوار نہیں ہوئی، (ابھی بتاتا ہوں کہ کیوں سوار نہیں ہوئیں۔) حضور ﷺ نے جب دیکھا کہ سوار نہیں ہوئیں تو آپ تشریف لے گئے، فرماتی ہیں: میں گھر آ گئی، رات کو حضرت زبیر آئے تو میں نے اُن کو یہ واقعہ سنایا، اور میں نے کہا کہ میں اِس لیے سوار نہیں ہوئی تھی کہ آپ غیرت مند آدمی ہیں، میں نے کہا کہ شاید محسوس کریں کہ دوسرے مرد کے ساتھ کیوں سوار ہوئی۔

دیکھیے! اپنے خاوند کے مزاج کا کس قدر خیال رکھا۔! ورنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھنے میں کیا حرج تھا؟ یہ تو سعادت تھی، سعادت بھی ایسی بچی کے لیے جو بچپن سے قربانیاں دیتی آ رہی ہے، آج کی بات نہیں، پھر تھی بھی صدیق اکبر کی صاحبزادی، اور رشتہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کی سالی تھیں، سب کچھ تھا، لیکن خاوند کے مزاج کا خیال رکھا کہ خاوند غیرت مند ہے، شاید کہ ان کے دل میں یہ آ جائے کہ کیوں سوار ہوئی؟

میں کیا جواب دیتی؟ حضرت زبیر نے فرمایا: آپ اگر حضور ﷺ کے ساتھ سوار ہو جاتیں تو مجھے اس پر تو کوئی دُکھ نہ ہوتا، لیکن مجھے اس پر تکلیف پہنچتی ہے کہ آپ کو اتنی مشقت اٹھانی پڑتی ہے، اتنی دُور سے چارہ لاتی ہیں، سارے کام خود کرتی ہیں، اور میرے پاس وسائل نہیں ہیں کہ میں آپ کی سہولت کے لیے غلام یا باندی کا انتظام کرسکوں، اِس کی مجھے تکلیف ہے۔ باقی حضور ﷺ کی سواری پر سوار ہونے میں تو کوئی حرج نہیں تھا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو گھر کے کام کاج پر برقرار رکھا:

یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا، اُنہوں نے آکر داماد سے لڑائی نہیں کی کہ میں نے آپ کو بچی دی تھی یا نوکرانی دی تھی کہ سارا دن اس سے کام کراتے ہیں، گھوڑے کی خدمت کراتے ہیں، اَب میں اِسے گھر لے کر جا رہا ہوں، اسے لینے آنا، پھر پتہ چلے گا! جیسے آج کل ہوتا ہے۔ دین پڑھے ہوئے بھی ایسے کرتے ہیں اور جاہل بھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ بھی نہیں کہا۔

نہ زندگی بھر بیٹی نے شکایت کی کہ: اباجی! مجھے کہاں پھنسا دیا، میں تو سارا دن کام کرتے کرتے تھک جاتی ہوں، کچھ بھی نہیں کہا۔ خوشی سے سب کچھ کرتی رہیں۔ نہ بیٹی نے کوئی شکایت کی، نہ معلوم ہونے پر والد نے آکر لڑائی کی کہ میری بیٹی کے ساتھ کیا ظلم کر رہے ہو! بس یہی کہا کہ: خاوند کو راضی کرنا ہے، اس کے لیے جو بھی کرنا پڑے کرو! روایت میں آتا ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساری صورتحال کا علم ہوا۔ تو پھر اُنہوں نے اپنی جیب سے غلام خرید کر بیٹی کو دیا کہ باہر کے سارے کام یہ کرے گا، (گھر کے کام کاج پھر بھی بیٹی کے سپرد ہی رہنے دیئے۔) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اُس دن مجھے بہت راحت محسوس ہوئی کہ بہت مشقت والی ذمہ داری سے سہولت مل گئی۔

اب دیکھ لیں۔ یہ گویا کہ ہماری ماں ہیں، ہم ازواجِ مطہرات کو اپنی مائیں کہتے ہیں، حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ہماری مائیں اور مقتدا ہیں، دیگر صحابیات بھی ہماری ماؤں کے درجے میں ہیں، اُن کا کردار دیکھیں کہ وہ کیسا ہے؟ اُن کا رویہ اپنے خاوند کے بارے میں کیسا ہے؟ اور بھی بہت سے عجیب واقعات ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے، آپ بخاری میں پڑھ لیں گی، ان کی سمجھداری کے عجیب وغریب واقعات، آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی سمجھ بوجھ دی تھی۔

صحابیات اور امہات المؤمنین کے طریقے پر چلیں:

میری یہی درخواست ہے کہ ہم یہ حدیث پڑھتے ہیں، ہم پر لازم ہے کہ اس پر عمل کریں، خود بھی عمل کریں، دوسروں کو بھی ترغیب دیں، اور دنیا ہمیں دیکھے کہ یہ دین والی بچی ہے، ہمارا اٹھنا بیٹھنا، ہمارا چلنا پھرنا، ہمارا لباس، ہماری وضع قطع، ہمارے معاملات، سب چیزیں دین اور شریعت کے مطابق ہوں،

صحابیات اور امہات المؤمنین کے طریقے کے مطابق ہوں، تب کمال ہوگا، تاکہ ہم آخرت میں یہ دعویٰ بھی کرسکیں کہ یہ ہماری مائیں ہیں، ہم ان کے ماننے والے اور ان کے طریقوں پر چلنے والے ہیں، یہ نہ ہو کہ ہماری ماؤں کا طریقہ کچھ ہو اور ہمارا کچھ۔ اللہ کے رسول نے ہمیں کیا ہدایات دیں، اور ہم کیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بہتری فرمائے۔ آمین

اجازت حدیث شریف:

مجھے کہا گیا ہے کہ میں دورہ حدیث والی طالبات کو بخاری شریف کی اجازت دوں، میں نے پہلی مرتبہ بخاری شریف حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی، وہ (دارالعلوم عیدگاہ) کبیر والا میں پڑھاتے تھے، اور اُنہوں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی۔

اور دوسری مرتبہ میں نے دورہ کیا تھا جامعہ خیر المدارس ملتان میں، بخاری شریف پڑھی مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ بخاری میں شاگرد تھے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے، دونوں طرف سے جو سند مجھے ملی ہے، آپ سب کو میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو نیک صالح بنائے، اللہ تعالیٰ آپ کو دین والا بنائے، اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ☆......☆......☆......☆

مستند علماء و مصنفین کی کتب سے ہی فائدہ ممکن ہے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جن کتابوں سے الحاد یا تلبیس، دین کے نام بے دینی اور بے قیدی کی طرف راہ نمائی، یا جن کتابوں سے اسلام کے نام پر سلف کی بے عظمتی پیدا ہوتی ہو.... خصوصا اس دور کے غیر محقق اور آزاد رائے قسم کے مصنفین کی کتابیں مجھے طبعاً پسند نہیں جن میں ذہنی خیالات کو اصل بنا کر شرعی تائیدات حاصل کرنے کا اُسلوب کارفرما ہو، نہ صرف یہی کہ ان سے قلبی تسکین و طمانینت کا کوئی تعلق نہیں بلکہ زیادہ تر وہی قلب کی تشویشات اور پریشان خاطری کا بڑا سبب ہیں۔

مستند علماء ہی کی کتابوں کا مطالعہ کر کے نوجوان اپنا دین و دنیا درست کرسکیں گے۔ اور انہیں دین کے بارے میں اطمینان و سکون میسر ہو سکے گا۔ حال کے مصنفین میں غیر مستند لوگوں کی تصانیف سے دماغی تضریح تو ممکن ہے، لیکن سکون قلب و روح اور محبت آخرت کا وجود عنقاء ہی رہے گا۔''

[جواہر حکمت: ۲۹۴]

کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' پر علماء ومشائخ کی تقاریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث: باب العلوم کہروڑ پکا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَّ اَتۡبَاعِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ . اَمَّا بَعۡدُ

عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات اُن کے اختیارات میں تھے، ان معجزات کے صدور میں قدرتِ الٰہی کا کوئی دخل نہ تھا جب کہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا اپنا فعل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر فرماتے ہیں۔ معجزہ وکرامت کے صدور وظہور میں نبی اور ولی کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہوتا، نہ اُن کا اختیاری فعل ہوتا ہے۔ نجران کے عیسائیوں نے اپنے اِسی فاسد عقیدہ کی بنیاد پر مسجدِ نبوی میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُلُوہیتِ عیسیٰ کے مسئلہ پر مباحثہ کیا اور دلیل کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات پیش کئے کہ جو شخصیت ما فوق العادۃ معجزات دکھانے اور صادر کرنے کی قدرت رکھتی ہے وہ الٰہ ہے؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰی عَلَيۡهِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ، هُوَ الَّذِیۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ کے دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں جو معجزات کے اختیاری ہونے کے دھوکہ میں علمِ غیب اور اختیارات کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ غلط ہے۔ پھر مسلمانوں کے ایک طبقہ نے عیسائیت کا یہ عقیدہ اور ذہنیت اپنا کر معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل مان کر انبیاء اور اولیاء کے مختارِ کل، عالم الغیب اور حاضر وناظر ہونے کے عقیدے بنا لیے۔ دلیل میں معجزات اور کرامات پیش کرنے لگے۔ مسلمانوں کے طائفہ منصورہ (علمائے دیوبند) نے معجزات اور کرامات کے متعلق ان کو اسلامی عقیدہ بتا کر اتحاد قائم رکھنے اور فرقہ واریت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن فریق مخالف نے راہِ راست پر آنے کی بجائے ان کے انڈیا کے ارشد نامی ایک صاحب نے اپنے عیسائیت والے عقیدے کو قائم رکھتے ہوئے ایک نیا انداز اختیار کیا کہ علمائے دیوبند کی اصحابِ کرامت شخصیات کی کرامات ان کی کتب سے جمع کر کے تاثر دیا کہ دیوبندی لوگوں کے بھی وہی عقائد ہیں جو ہمارے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ اپنے دیوبندی بزرگوں کے متعلق یہ عقائد رکھتے ہیں، دوسروں میں نہیں مانتے

لیکن ہم سب اولیاء کے بارے میں یہ عقائد مانتے ہیں۔علمائے دیوبند کی طرف سے اس کے متعدد جوابات تحریر کئے گئے سب سے عمدہ جواب ''بریلوی فتنے کا نیا رُوپ'' کے نام سے سامنے آیا ہے۔

ازاں بعد عمل بالحدیث کے دعوے دار طبقہ میں سے چار مسئلوں کے عالم ومناظر پروفیسر طالب الرحمٰن نے ارشد صاحب کے جمع کردہ مواد کو لے کر اس میں کچھ مزید کرامات کا اضافہ کیا اور وہی عیسائی ذہنیت وعقیدہ کو اپنا کر کرامات سے ثابت کیا کہ دیوبندیوں کے بھی وہی مشرکانہ عقائد ہیں جو بریلویوں کے ہیں اور یہ دونوں طبقے کافر ومشرک ہیں حالانکہ اگر دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل نہیں سمجھتے جب کہ ارشد صاحب کی جماعت اور پروفیسر طالب الرحمٰن کی مخصوص جماعت معجزات وکرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل مانتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ بریلوی حضرات نے کرامات کو اولیاء کا اختیاری فعل مان کر اولیاء کے بارے میں مختارِ کل عالم الغیب، اور حاضر وناظر کے عقائد اختیار کر لیے اور سارا زور کرامات پر لگا دیا۔اور عمل بالحدیث کے دعوے داروں نے بھی کرامات کو اولیاء کا اختیاری فعل سمجھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اختیاری فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جو اولیاء کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے جب انہوں نے کرامت کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل سمجھا تو کرامات کے قائلین پر کفرو شرک کا فتویٰ بھی لگایا اور کرامات کا انکار بھی کیا حالانکہ کرامات تو قرآن کریم اور حدیثِ پاک سے ثابت ہیں۔اس سے طالب الرحمٰن اور ان کے ہمنواؤں کے دو مقصد تھے۔

(۱)......علمائے دیوبند کو مشرک کہہ کر اور بریلویوں کے ہم مشرب ومسلک قرار دے کر ان کو بدنام کرنا خصوصاً عرب ممالک میں۔

(۲)......دیوبندیوں، بریلویوں کو آپس میں لڑانا کہ بریلوی حضرات کرامات کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل مان کر ان سے اپنے مخصوص عقائد ثابت کریں گے، دیوبندی کرامت کو اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دے کر اولیاء اللہ کے مختارِ کل، عالم الغیب، حاضر وناظر ہونے کا انکار کریں گے تو وہ آپس میں لڑ پڑیں گے اور طالب وہمنوا تماشہ دیکھیں گے۔

تبلیغی جماعت جو بریلوی، دیوبندی، نام نہاد اہلِ حدیث، شیعہ کی تفریق اور اختلافات سے بالاتر ہو کر دعوتِ دین کا کام کر رہی ہے اور اس دعوت دین کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت نصیب کی۔لاکھوں بے نماز نمازی بنے لیکن چار مسئلوں (فاتحہ، آمین، رفع یدین اور سینہ پہ ہاتھ باندھنا) کے چند علماء مثلاً عبید الرحمٰن محمدی، خواجہ محمد قاسم، طالب الرحمٰن اور شکیل احمد میرٹھی نے دیکھا کہ تبلیغی جماعت والے رفع یدین وغیرہ کی دعوت نہیں دیتے جب کہ ان چار مسئلی علماء نے انہی چار مسئلوں کو کل دین سمجھ رکھا ہے تو انہوں نے تبلیغی جماعت کی فضائلِ اعمال، فضائل صدقات وغیرہ کتب میں مذکور کرامات کو سامنے رکھ کر

کرامات کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل سمجھ کر اور اس عیسائی عقیدہ وذہنیت کو اپنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ کردی اور **اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ** کی روشنی اختیار کر کے اس دعوت دین کے کام میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی۔

رفیقِ محترم، عزیز مکرم، عزیز القدر مولانا رب نواز صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت، فطانت، قوۃِ حافظہ، کثرتِ مطالعہ، معلومات کا استحضار، اخذِ نتائج اور تحریر وتقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ تقویٰ وورع کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ انہوں نے ان سب کرم فرماؤں کی فتنہ انگیز کتابوں میں مذکور اعتراضات کے جوابات تحریر کئے ہیں۔ انداز یہ اختیار کیا ہے کہ انہوں نے فضائلِ اعمال وغیرہ کی جن عبارات پر اعتراض کیا ہے ان کی وضاحت بھی کی ہے اور ان کرم فرماؤں کی غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے اور انہوں نے جس کرامت یا عبارت پر اعتراض کیا ہے مولانا موصوف نے اس جیسی متعدد مزعومہ کرامات اور عبارات ان کے بزرگوں کی پیش کر کے ایک بڑا معقول مطالبہ کیا ہے کہ جو انہوں نے شرک وکفر کا فتویٰ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے دیوبند پر لگایا ہے، وہی فتویٰ اپنے ان بزرگوں پر بھی لگائیں اور اس کو شائع بھی کریں یا پھر حضرت شیخ الحدیثؒ ودیگر علمائے دیوبند پر لگایا ہوا فتویٰ واپس لیں یہ کتنی انصاف کی بات ہے **اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ**۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی صحت وعمر میں، علم وعمل اور رزق میں برکت عطا فرمائے اور زیرِ تقریظ کتاب کو ضالین کے لیے ہدایت اور مہتدی لوگوں کے لیے استقامت کا اور آخرت میں مؤلف، معاونین اور قارئین سب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔ منیر احمد منور



جامع الشریعت والطریقت، شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ اجل: قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

مدیر وشیخ الحدیث: جامعہ مظہریہ حسینیہ، جنہان سومرو، تحصیل شاہ کریم، ضلع ٹنڈو محمد خان، سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... **حامداً و مصلیا. امابعد!**

''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' نظر سے گزری۔ بحمد اللہ بہت اچھے انداز میں تحریر کی گئی ہے، جس سے ضمنی طور پر دیگر کئی نہایت گمراہ کن اشکالات بھی حل ہو جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا) رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت تھی کہ ایسی جامع کتاب تحریر فرمائی جو عوام الناس کو سمجھ آئے، اُن کو اعمال کی قدر وقیمت معلوم ہو اور اخلاص کی دولت نصیب ہو۔

جس کتاب کا نام ہی ''فضائل اعمال'' ہو، اور اُس میں درج احادیث اُصول حدیث کے موافق اور

مخرجہ ہوں اس پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنف اور ناشر دامت برکاتہم العالیہ کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادم اہل سنت......حبیب الرحمٰن......حال وارد: جامع مسجد برکت علی، لاہور

جمعة المبارک......یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ......۲۰۱۷/۹/۲۲ء

☆......☆......☆......☆

شیخ طریقت، استاذ العلماء حضرت مولانا **مفتی جمیل الرحمٰن** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مجاز بیعت توبہ: قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

مدیر وشیخ الحدیث: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......**نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم. امابعد!**

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس، پاک اور بے عیب کلام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ’’**لاریب فیہ**‘‘ علماء فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ تو فرمایا ہے کہ: اِس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ شک کی جگہ نہیں ہے۔ شبہے کی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ: اِس میں کوئی شک کرے گا بھی نہیں۔ کیونکہ معترضین اور مخالفین تو ہر زمانے میں رہے، جن کا کام ہی شک اور اعتراض کرنا ہے۔ لہٰذا اُنھوں نے قرآن پاک کو بھی نہیں بخشا اور اس پر اعتراضات کیے۔

دراصل بات یہ ہے کہ معترض ومخالف یک چشم گل ہوتا ہے، جو کسی بھی چیز کے ایک پہلو کو سامنے رکھ کر اعتراض کر دیتا ہے، حالانکہ اُسی چیز کا دوسرا پہلو اُس اعتراض کی نفی اور ازالہ کر رہا ہوتا ہے۔ جیسے ’’**لاتقربوا الصلوة**‘‘ (نماز کے قریب نہ جاؤ) کے بعد ’’**وانتم سکاریٰ**‘‘ (جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو) ہے۔ معترض اَوّل الذکر کو سامنے رکھ کر اعتراض کر دیتا ہے، اور ثانی الذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔

تاریخ اور مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ معترضین ومخالفین نے خدا تعالیٰ کے مقدس کلام پر اعتراضات کے لیے باقاعدہ کتب لکھیں اور بعض کتابوں کے ابواب قائم کیے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ اور علماء اسلام کی کتب وعبارات کیسے کسی کے اعتراض سے محفوظ رہ سکتی ہیں؟ چنانچہ ابتدائے آفرینش سے یہ سلسلہ جاری ہے اور تاقیامت رہے گا۔ معترضین ومخالفین حق اور اہل حق پر اعتراض کرتے رہیں گے، اور اہل حق اُن کی مذمت وتنقید سے بے پرواہ ہوکر اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں گے۔

عوام اہل اسلام کے ایمان واعمال کی اصلاح اور حفاظت علمائے اِسلام کا فریضہ ہے، اِس لیے جب علماء سمجھتے ہیں کہ معترضین کی نکتہ چینیوں اور عقلی ڈھکوسلوں یا نقلی ہیرا پھیریوں سے عوام کے عقیدہ یا عمل کو

کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے تو وہ اس کے سد باب کے لیے للہ فی اللہ کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ انہی خوش قسمت اور نیک بخت لوگوں میں سے ایک شخصیت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہم کی ہے، جو ماشاء اللہ علم میں پختگی، مطالعہ میں وسعت، اپنے عنوان پر مکمل گرفت، فریق مخالف کی کتب سے اچھی واقفیت، تحریر میں متانت، اَندازِ تحریر میں سلاست و سنجیدگی اور طبیعت میں عاجزی و انکساری رکھتے ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ** مجلّہ ''صفدر'' کی وساطت سے مفتی صاحب مدظلہم کی تحریرات سے استفادہ کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

زیرِ نظر کتاب مفتی صاحب موصوف کی تازہ تالیف ہے، جو ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے نام سے موسوم ہے۔ ''فضائل اعمال'' برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اکابر اہل سنت دیوبند میں ایک منفرد شان کے حامل ہیں۔ بہت بڑے محدث، عظیم محقق، صاحبِ نسبت بزرگ، اُمت کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی فکر رکھنے والے شفیق مبلغ اور مخلوق کو خدا سے جوڑنے کے لیے ہر دم کوشاں رہنے والے بہترین مربی۔ اُن کی کتب علماء و عوام سبھی میں مقبول و معروف ہیں۔ کتابیں دیکھنے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محدثانہ شان کا اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً ہر صفحہ احادیث طیبہ کے نور سے مزین اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات سے معطر ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ صبح و شام ''حدیث، حدیث، حدیث'' کی رٹ لگانے والوں کو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی جمع و نقل کردہ احادیث مبارکہ ہی ہضم نہیں ہو رہیں اور وہ ان احادیث کی مخالفت اور ان پر اعتراضات کے لیے کتابوں پر کتابیں لکھے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ آمین

بندہ اپنی مصروفیات کے باعث حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہم کی کتاب نہ دیکھ سکا، ارادہ تھا کہ کتاب کا ''مقدمہ'' ہی مکمل دیکھ لوں، کوشش بھی کی، لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہو سکی، مجبوراً مقدمۃ الکتاب کے آخری چند صفحات دیکھنے پر اتفاق کیا۔ جن میں مفتی صاحب مدظلہم نے خود کتاب کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ وہ چند صفحات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے ماشاء اللہ خوب محنت سے یہ کتاب ترتیب دی ہے اور معتبر و مستند علماء اہل سنت کی راہ نمائی میں اُن کی مشاورت سے ہی یہ عظیم خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اِس خدمت کو قبول و منظور فرمائے اور جملہ اہل سنت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کے ساتھ ساتھ معترضین و مخالفین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت جمیل الرحمٰن غفرلہ......خادم حدیث وطلبہ: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

☆......☆......☆......☆

جانشینِ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ مجاز: رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ

رئیس الافتاء ومدیر: جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

بِاسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بَعْدَ الْحَمْدِ وَ الصَّلٰوۃِ

احقر ناکارہ نے کتاب ’’فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع‘‘ مؤلفہ جناب حضرت مولانا رب نواز صاحب مدظلہ کے بعض مقامات کو دیکھا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ موصوف نے فضائل اعمال پر کیے جانے والے اعتراضات کا خوب جواب تحریر فرمایا ہے اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ناشر کتاب حضرت مولانا عبد الرحیم چاریاری صاحب دامت برکاتہم کی محنت کو قبول اور نافع فرمائے اور اس کتاب کو مخالفین کی ہدایت کا سبب بنائے آمین فقط

احقر عبد القدوس ترمذی......۹ رشوال ہجری ۱۴۳۸......۴ رجولائی ۲۰۱۷ء

☆......☆......☆......☆

محقق وقت حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب دام ظلہ

رئیس: سُنّی دار الافتاء جامعہ حنفیہ امداد ٹاؤن فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا مُّوَافِیًا لِنِعَمِہٖ ، مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَجُنُوْدِہٖ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ (سورہ حجر)...**وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقاً** (سورہ بنی اسرائیل)

[(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کافی ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو...اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)]

؎ **خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً   وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَّ ثَرِیْدٖ**

(مفہوم: اللہ نے کچھ لوگوں کو میدانِ جنگ کا مرد بنایا ہے اور کچھ لوگوں کو کھانے اور پینے کے لیے پیدا کیا ہے)

حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور اُن کی کتابیں:

دنیا میں ہمیشہ سے اہلِ علم وفضل کے مخالفین رہے ہیں اور آج بھی اہلِ علم کے حاسدین کی کمی نہیں خصوصاً علمائے اہل السنّت دیوبند ماضی قریب سے آج تک محسود الاقران رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ سے اہلِ باطل کو تکلیف زیادہ ہے کہ ان کی کتب کو علمی دنیا میں بہت زیادہ سراہا جارہا ہے مثلاً اُن کی مقبول کتابوں میں سے چند کتابیں یہ ہیں:

۱۔شرح بخاری اردو

۲۔ شرح بخاری عربی لامع الدراری

۳۔اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک عربی۔ یہ چودہ جلدوں میں مبسوط شرح ہے جس کی دھاک عرب دنیا پر آج تک موجود ہے۔

خاص کر پوری دنیا کے کونے کونے میں جو کتاب پہنچ چکی ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے وہ ''فضائلِ اعمال'' ہے۔ جسے عالمِ اسلام میں قرآن کے بعد سب سے زیادہ پڑھے جانے کا شرف حاصل ہے۔ ؎

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

اس کی قبولیتِ عامہ پر دیگر اہلِ زیغ کی طرح نام نہاد سلفی، اہلِ حدیث اور محمدی جیسے دیدہ زیب نام رکھنے والے بعض غیر مقلدین کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں اور وہ اپنے آپ پر بظاہر خوب صورت لیبل لگا کر اس کے خلاف مصروفِ عمل ہیں۔ ؎

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

اس لیے ان کی طرف سے آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب، رسالہ یا پمفلٹ فضائلِ اعمال کے خلاف مختلف عنوانات سے منظر عام پر دکھائی دیتا ہے۔(درجن کے قریب کتب ورسائل ہم دیکھ چکے ہیں) مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فضائلِ اعمال اور اس کے مؤلف کی شان ہر دن ترقی پر ہے۔اس لیے غیر مقلدین سمیت دیگر اہلِ بدعت کو میں وہی جملہ کہتا ہوں جو علامہ ابن التین شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے معترضین کو کہا تھا:

لَا یُرْمٰی شَجَرٌ اِلَّا ذُوْ ثَمَرٍ کہ پتھر پھل دار درخت ہی کی طرف پھینکے جاتے ہیں۔

فضائلِ اعمال بھی چونکہ ذو ثمر کتاب ہے بلکہ اس کے ثمرات سے پوری دنیا فیض یاب ہو رہی ہے اس لیے اس کی طرف مخالفین ضالین اعتراضات کے بہت سے پتھر اُچھال کر اس کی مقبولیتِ عامہ کو زَد پہنچانے کی ناکام کوشش میں شب و روز مصروفِ عمل ہیں۔

مؤلف کتاب ھٰذا:

مگر ''**لِکُلِّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی**'' قاعدہ کی رُو سے اللہ تعالیٰ ہر دَور میں ایسے رجال کار پیدا فرما دیتے ہیں جن سے اشاعتِ دین کے ساتھ حفاظتِ دین کا کام لیتے رہتے ہیں انھی رجالِ خاص میں سے رجل

رشید ہمارے فاضل دوست مولانا مفتی رب نواز صاحب زید فضلہم بھی ہیں جنہوں نے فضائلِ اعمال پر کیے گئے اعتراضات کے جواب میں جامع اور مفصل کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' تحریر کی ہے۔ **وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ وَعَلَی اللّٰہِ اَجْرُہٗ**

کچھ کتاب کے بارے میں:

بندہ نے یہ کتاب اکثر مقام سے دیکھی۔ بحمداللہ وفضلہ مؤلف نے فریقِ مخالف غیر مقلدین معترضین غالین کو ان کے گھر تک پہنچایا ہے۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

بالخصوص تحقیقی جواب کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کی کتب سے استشہاداً الزامی جواب کا خوب صورت انداز اپنا کر کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے اور عدیم الفرصت حضرات کے لیے فتنہ غیر مقلدیت کے تعارف میں معلومات کا انبار لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ علم اور تبلیغی جماعت کے فعّال حضرات کو اس کی قدر دانی کی توفیق عطاء فرمائے۔ وگرنہ یہی کہا جائے گا۔ ع

افسوس کہ قدرداں نہیں ہیں کمال کے

مؤلف کتاب نے مخالف کو جواب دینے میں سب وشتم سے پاک، انتہائی سہل اور پُر مغز گفتگو کی اور خالص علمی انداز اپنایا ہے۔ اس کی چند مثالیں مختصراً ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

مثال نمبر:۱

غیر مقلدین کے عالم مولانا شکیل احمد میرٹھی صاحب نے ابدال کے وجود کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

''یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے شیخ زکریا صاحب نے بلا تحقیق اس حدیث کو نقل فرمادیا۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۲۶)

مؤلف نے اس کا یوں جواب دیا:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنہ ہوگا، اس میں لوگ اس طرح تپیں گے جس طرح سونا بھٹی میں تپتا ہے لہذا اہلِ شام کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان میں ابدال ہیں۔ (مستدرک حاکم)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

''(المستدرك للحاكم: ۴/۵۵۳ ح ۸۶۵ **وَسَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیُّ**) اس موقوف صحیح روایت سے ابدال کا ذکر ملتا ہے۔'' (توضیح الاحکام ۱/۸۷)''

ابدال سے متعلقہ چند روایات مزید نقل کرنے کے بعد لکھا:

''علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ ۲/۲۴۲'' میں ابدال کے متعلق حدیثیں جمع کر دی ہیں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید/غیر مقلد ہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ سیوطی نے تقلید کی مخالفت پر مستقل کتاب لکھی ہے۔''

پھر غیر مقلدین کی کتابوں سے دنیا میں ابدال کے پائے جانے پر حوالے نقل کر دیئے۔ دیکھئے اعتراض: ۱۰/ کا جواب۔

مثال نمبر: ۲

غیر مقلدین کے عالم مولانا عبید الرحمٰن محمدی نے اعتراض کیا:

''امامِ اعظم کا معنی سب سے بڑا امام ہے... اس منصب کے حق دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۲)

مؤلف نے اس کا یوں جواب دیا:

''ہمارے نزدیک کسی بھی امتی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقابل کرنا ہی شرعاً درست نہیں۔ یہ غیر مقلدین کا حوصلہ ہے... اہل السنّت والجماعت میں سے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' کہا ہے ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہم عصر اور بعد کے اماموں کے مقابلہ میں بڑے امام ہیں۔''

پھر غیر مقلدین کی درج ذیل کتابوں کی عبارات نقل کیں جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' کہا گیا ہے۔ اُن کتب کے نام یہ ہیں:

(۱) تاریخ اہل حدیث (۲) حقیقۃ الفقہ (۳) تقصار (۴) الحیاۃ بعد المماۃ (۵) صلوۃ الرسول (۶) سبیل الرسول (۷) حدیثِ نماز (۸) رسائلِ ثنائیہ (۹) فتاویٰ ثنائیہ (۱۰) لغات الحدیث (۱۱) اسلامی خطبات۔

اس کے بعد مؤلف کا سوال انتہائی معقول ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امام اعظم'' کہنا درست نہیں تو ان غیر مقلدین کے بارے میں کیا حکم ہے جنہوں بابانگِ دہل امام صاحب کو ''امامِ اعظم'' تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے اعتراض: ۲۲/ کا جواب۔

مثال نمبر: ۳

غیر مقلدین کے پروفیسر طالب الرحمٰن نے اعتراض کیا ہے کہ فضائل اعمال میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے۔ (تبلیغی جماعت تاریخ وعقائد صفحہ ۱۳، ۲۱)

مؤلف نے اس کا جواب دیتے ہوئے کئی طرح سے بحث کی ہے اُن میں ایک پہلو یہ ہے کہ

غیر مقلدین کی متعدد کتب میں یہ اقرار موجود ہے کہ فقہ حنفی غیر مقلدین کے مدارس میں داخلِ نصاب تھی اور اب تک داخلِ نصاب ہے۔نمونہ کے طور پر ایک حوالہ اور پھر اِس پر مؤلف کا تبصرہ پڑھیں:

''مولانا عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی غیر مقلد لکھتے ہیں:'' آج بھی اہلِ حدیث مدارس میں ابتدائی درجات سے انتہائی درجات میں فقہ اور اصولِ فقہ کی ساری بنیادی کتابیں حنفی مذہب ہی کی پڑھائی جاتی ہیں راقم الحروف نے قدوری، شرح وقایہ، ہدایہ اور نور الانوار اور اصول الشاشی جامعہ رحمانیہ اور جامعہ سلفیہ بنارس میں نصابِ تعلیم ہی میں پڑھی ہے۔''(تقدیم،الاصلاح:۹۸)

طالب الرحمٰن صاحب! آپ کو فضائلِ اعمال میں دو مسئلے فقہ حنفی کے نظر آئے تو آپ نے کہا کہ اس میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے۔عرض ہے کہ فقہ حنفی کی تعلیم تو آپ کے مدارس میں بھی ہے تو ان مدارس کی بابت آپ کیا حکم صادر کریں گے؟

طالب الرحمٰن صاحب! فقہ حنفی آپ کے مدارس میں چھائی ہوئی ہے۔فتاویٰ نذیریہ وغیرہ دیکھیں یہ فقہ آپ کے فتاویٰ میں راج کر رہی ہے۔مختلف طریقوں سے یہ فقہ غیر مقلدیت کے سینے پہ مونگ دَل رہی ہے۔آپ پہلے اپنے مدارس اور فتاویٰ سے فقہ حنفی کو صاف کریں، بخاری شریف سے فقہ حنفی کی موافقت والے اور غیر مقلدیت کی تردید والے مسائل پر خط اعتراض کھینچیں پھر فضائلِ اعمال کی طرف توجہ کرنا۔''

دیکھئے اعتراض:۲۷ کا جواب۔

اس تبصرہ پر طالب الرحمٰن کی مزید ضیافت کے لیے ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

چمن میں میری تلخ نوائی بھی گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

مثال نمبر:۴

فضائلِ اعمال میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر آنکھیں نہ بنوائیں۔اس پر غیر مقلدین کے عالم مولانا محمد قاسم خواجہ نے اعتراض کیا: حضرت ابن عباس کا آنکھیں نہ بنوانا خودکشی ہے۔ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۸۶)

مؤلف نے اس کا جواب دیتے ہوئے پہلے تو السنن الکبریٰ للبیھقی اور المستدرک للحاکم سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا یہ واقعہ حدیث کی ان امہات الکتب میں باسند موجود ہے اور بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا یہ عمل خودکشی نہیں، نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر ہے۔

پھر غیر مقلدین کی کتابوں سے ایسے واقعات نقل کر دیئے جن میں یہ مضمون تھا کہ ان کے مزعومہ

بزرگوں نے اپنے اعضاء تلف کر دیئے۔ پھر خواجہ صاحب سے سوال کیا کہ اپنے ان مصنفین کی بابت کیا حکم صادر فرمائیں گے جنہوں نے اعضاء تلف کر دینے والے بزرگوں کے واقعات کو بطورِ مدح کے نقل کیا ہے؟

دیکھئے اعتراض: ۱۰۶ کا جواب۔

کتاب کی چند مزید خصوصیات:

اس کتاب میں اصل موضوع ''دفاعِ فضائلِ اعمال'' کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہے۔ کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(۱)......یہ کتاب غیر مقلدیت کی کتابوں سے نادر حوالہ جات کا ذخیرہ ہے جو لوگ اَصل کتابوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے، اُن کے لیے یہ کتاب کسی تحفہ سے کم نہیں۔

(۲)......غیر مقلدیت کی کتابوں سے علمائے دیوبند کی تائید میں حوالہ جات کا ایک ذخیرہ ہے جو لوگ عباراتِ اکابر پر وارد اشکالات کے جوابات پڑھنا چاہتے ہوں اُن کے لیے یہ کتاب رہنما ثابت ہوگی۔

(۳)......جو احباب غیر مقلدیت پر کام کر رہے ہیں اُن کے لیے یہ کتاب کئی ابحاث میں مشعلِ راہ کا کام دے گی۔

(۴)......ایک عرصہ سے غیر مقلدین دیوبندیوں کے عقائد پر مختلف تبصرے کر رہے ہیں، یہ کتاب عقائد کے حوالے سے کام کرنے والوں کو فائدہ دے گی۔

(۵)......عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع اور وسیلہ کے اثبات پر غیر مقلدین کی کتابوں کے وافر حوالہ جات اس کتاب میں موجود ہیں۔

(۶)......عباراتِ صوفیاء کی تنقیح اور دفاع کے حوالہ سے یہ کتاب اہمیت رکھتی ہے۔ لہٰذا عباراتِ صوفیاء کی تنقیح و دفاع کے متلاشی احباب اس کتاب سے بہت کچھ فوائد حاصل کر سکیں گے۔

(۷)......مؤلف نے توفیقِ الٰہی سے کتاب میں ویسے تو قریباً ہر اعتراض کا مفصل جواب دیا مگر جو اعتراض غیر مقلدین کے حلقہ میں عمومیت اختیار کر گیا اس کا جواب نسبۃً زیادہ تفصیل سے دیا ہے مثلاً فضائلِ اعمال کے خلاف لکھنے والے قریباً سبھی لکھاری یہ اعتراض اُٹھاتے ہیں کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیثیں ہیں۔ مؤلف نے اس کا کافی تفصیل سے جواب لکھا ہے اور قریباً اپنے ہر دعویٰ کو غیر مقلدین کی تائیدی عبارات سے ثابت کیا ہے۔ اعتراض: ۸۷ کا جواب پڑھیے اور مؤلف کو داد دیجئے۔ یہ جواب پڑھ کر یقیناً آپ محظوظ ہوں گے۔ **ان شاء اللہ**

مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ماشاء اللہ مؤلف نے کتاب ھذا کا مبسوط مقدمہ تحریر کر دیا ہے جس میں کتاب کی خصوصیات مذکور ہیں اور مزید کئی فوائد بھی اس میں درج ہیں۔

لہٰذا مؤلف زید مجدہ سے درخواست ہے کہ اکابر اہل السنّت علمائے دیوبند کثّر اللہ سوادھم کے طرزِ فکر، منہج اور مسلک ومشرب کی روشنی میں اصلاحِ اُمت اور ردِّ فرقِ باطلہ کا سلسلہ جاری رکھیں، تا کہ امت کی رہنمائی و تربیت ہوتی رہے۔ ؎

بڑھائیں قدم گر رفتہ رفتہ
دِکھائیں گے اِک دن اثر رفتہ رفتہ

دعائیہ کلمات:

بہرحال مؤلف ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کئی مہینوں کی انتھک محنت کر کے ایک جامع دستاویز ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے عنوان سے امت کی خدمت میں پیش کر دی ہے **فجزاھم اللہ خیرا**۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور اہلِ حق کی استقامت اور مخالف کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

کتاب کے ناشر حضرت مولانا عبد الرحیم چار یاری صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی کوشش بھی قابلِ تحسین ہے، جنہوں نے اس عظیم الشان کتاب کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہے اور انہی کے توسط سے یہ کتاب تصحیح وتصدیق کی غرض سے ہمارے پاس پہنچی ہے۔تو کتاب کو پڑھ کر محسوس ہوا کہ مصنف کے قلم میں اخلاص ہے اور حضرت استاذِ مکرم شیخ التفسیر مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مُصنَّف میں مُصنِّف کی روح ہوتی ہے یعنی کتاب میں مصنف کا اخلاص جھلکتا ہے۔

ماشاء اللہ حضرت چار یاری صاحب ایک عرصہ سے بتوفیقِ الٰہی فِرقِ باطلہ کے خلاف کام کر رہے ہیں چونکہ یہ کتاب بھی اہل باطل رنام نہاد سلفیت کے اعتراضات کا جواب ہے اس لیے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت بھی انہیں کے حصہ میں آئی ؎

یہ رتبہ بلند ملا کہ جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں!

اللہ تعالیٰ مؤلف و ناشر اور اس کتاب کو بہ نیتِ اصلاح پڑھنے والوں کو دنیا وآخرت میں بہترین جزائے خیر دے، آمین ع

یَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنًا

محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی...... جامعہ حنفیہ فیصل آباد ...... ۲۴رذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۸ھ

☆......☆......☆......☆

فاضل نوجوان حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی دام ظلہ

مدیر اعلیٰ: مجلّہ صفدر لاہور......مدیر: مجلّہ تسکین الصدور بہاول پور

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

بجا کہا گیا ہے **لَا یُرمٰی شَجَر اِلَّا ذُوۡ ثَمَر** کہ پھل دار درخت ہی پتھروں کی زد میں رہتا ہے، جو شجر جس قدر ثمر آور ہوگا اس پر پتھر بھی اسی قدر زیادہ اچھالے جائیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا **نوّر الله مرقده** کی تالیف ''فضائلِ اعمال'' پر اہلِ بدعت کے بے جا اعتراضات سامنے آئے تو مذکورہ بالا جملہ کی صداقت پر یقین پختہ ہو گیا۔

''فضائلِ اعمال'' کی عوام وخواص میں بے حد مقبولیت کا کون انکار کرسکتا ہے؟ دنیا کے اطراف و اکناف میں نظر دوڑائیے تو آپ کو بجا طور پر بے شمار نمازی نظر آئیں گے، اَن گنت ڈاڑھی والے دکھائی اور لاتعداد ایسے مسلمان سامنے آئیں گے جن کی زندگی سنت کی پیروی کی آئینہ دار ہوگی مگر آپ نے غور کیا کہ ان میں سے بڑی تعداد کسی زمانہ میں ایسی نہیں تھی۔ یہ ''فضائلِ اعمال'' کے انقلاب آفرینی اور اثر انگیزی کا ہی نتیجہ ہے کہ نماز سے غفلت برتنے والے پورے اہتمام سے نماز ادا کرنے لگے، ڈاڑھی سے نفرت کرنے والے اس کتاب کے ذریعے چہروں کی رونق دو بالا کرنے لگے، گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوئے لوگ سنتِ نبوی کی پیروی کے خوگر بن گئے، کل جو لوگ دینِ نبوی سے رُوگردانی کرنے والے تھے آج دین کی اشاعت کے علمبردار ٹھہرے، احکامِ شریعت کی شب و روز پامالی کے مرتکب اب دن رات دین کے داعی کی حیثیت گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں تبلیغ دین کی سرگرمی میں سرگرم رہنے لگے اور اسی کتاب ''فضائلِ اعمال'' کی برکت سے بہت سے طبقات میں ایسا معاشرہ تشکیل پا گیا جو حقیقی اور سچے مسلمان کے رُوپ میں نظر آنے لگا۔

مسلمانوں کو اس رُوپ میں دیکھنا بھلا طاغوتی طاقتوں کو کب برداشت ہوسکتا تھا؟ وہ اس منظر نامہ کو قطعاً نا قابلِ برداشت سمجھتے تھے، طاغوتی طاقتیں دین کے نام پر دی جانے والی ایسی تعلیمات کو تو گوارا کر لیتے ہیں جن کا تعلق مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور عملی زندگی سے نہ ہو مگر ایسی تعلیمات جو مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کا تحفظ کریں اسلام دشمنوں کو کسی طرح بھی گوارہ نہیں ہوسکتیں۔ بعینہ اس طرح جیسے ایٹمی ٹیکنالوجی کی تعلیم پر کوئی قدغن اور پابندی نہیں ہے مگر عملی طور پر ایٹم بنالینا جرم قرار پاتا ہے، اسی طرح صرف دینی تعلیم دین دشمنوں کی نگاہوں میں اتنا خطرناک نہیں مگر ایسا ماحول اور ایسی تربیت جو مسلمانوں کو مکمل اسلامی سانچے میں ڈھال دے وہ ان کے لیے برداشت سے باہر ہے اور تبلیغی جماعت کا ماحول اور فضائلِ اعمال کی تعلیم یقیناً ایسے معاشرے کو پروان چڑھاتے ہیں جو سنتِ نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے، اسی لیے مغربی قوتیں اور مغرب زدہ طبقات کا چیں بہ چیں ہونا تعجب خیز نہیں ہے اور اس کتاب کو تنقید کا ہدف بنانا اور اس کے

اثرات کو زائل کرنے یا کم کرنے کی کدو کاوش ان کی فطرت کا حصہ ہے۔

خود کو اہلِ حدیث کہلانے والوں پر تعجب ہے کہ وہ شعوری یا بے شعوری طور پر طاغوتی طاقتوں کے ہتھکنڈوں کے معاون بن کر فضائلِ اعمال کے گرد سازشوں کے جال بُننے لگے ہیں اور اس دُور رس اثرات کی حامل کتاب کو نشانہ تنقید بنا رکھا ہے، ان کے اس طرز سے اسلام کی کوئی خدمت تو نہیں ہو رہی البتہ طاغوتی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کی بھرپور معاونت ضرور ہو رہی ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ چراغ مصطفوی کو بجھانے کی کوشش کرنے والے جس لبادہ میں بھی ہوں جس زمانہ میں بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں ان کا مقابلہ کرنے اور دین نبوی کے چراغ کو فروزاں اور روشن رکھنے والے اہلِ حق بھی ہر دَور میں موجود رہے ہیں۔اسی قانونِ قدرت کے تسلسل میں جب غیر مقلدین نے ’’فضائلِ اعمال‘‘ پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور مختلف زاویوں سے اس کتاب کے اثرات روکنے کی مذموم کوشش کرنے کی تگ و دو کرنے لگے تو اہلِ سنت کے نوجوان محقق و ترجمان مفتی رب نواز صاحب میدان میں اُترے اور شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاریوں کو خاکستر کر ڈالا اور ’’فضائلِ اعمال‘‘ کے شفاف اوراق پر اُڑائے گئے چھینٹوں سے اس کتاب کا دفاع کیا۔مفتی صاحب نے اس سے پیشتر بھی نام نہاد اہلِ حدیثوں کے مختلف وساوس اور تلبیسات کو طشت از بام کیا اور ان کا بھرپور رد کیا۔مفتی صاحب کی تحقیقی اور وقیع کتب اور قیمتی مضامین سے اہلِ سنت ایک عرصہ سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔زیرِ نظر کتاب ’’فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع‘‘ اس سلسلہ کی ایک خوب صورت کڑی ہے جس میں حسبِ سابق تحقیق اور متانت کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ع   اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

جمیل الرحمن عباسی ...... ۱۳ر شوال ۱۴۳۸ھ

حضرت مولانا احسن خدامی صاحب سلمہ اللہ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔

الحمد للہ آپ کا شمارہ حسب معمول موصول ہو رہا ہے، مجلّہ ’’صفدر‘‘ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و نظریات کی ترجمانی کرنے میں صف اول پر ہے۔

’’مبیح‘‘ ٹی وی کی نشریات کئی مرتبہ نظر سے گذریں اور احباب نے بھی بتایا کہ یہ دیوبندیوں کا چینل ہے، بندہ سوچتا رہا کہ کون یہ چینل چلا رہا ہے؟ اور کیا ان کی پالیسیاں ہیں؟

آخر آپ کی تحریر مجلّہ صفدر میں آ ہی گئی اور بہت خوشی ہوئی کہ ان کی تمام نئی پالیسیاں سامنے آگئیں۔

اور آئندہ بھی امید کرتا ہوں کہ اس طرح آپ کے شمارے کے توسط سے ہر طرح کے فتنوں سے آگاہی ہوتی رہے گی۔

والسلام......محمد راشد سلیم لودھراں......۳۰ر اکتوبر ۲۰۱۷ء

نادر صدیقی

''ہمیں اوپر سے آرڈر ہے''

مجھے لگتا ہے جیسے کہ

میں مکہ زاد ہوں نادر۔۔!!

میں اس خطے میں رہتا ہوں

جہاں ام القریٰ سی ایک بستی میرا مسکن ہے۔۔!!

یہاں اربابِ حل وعقد کا قانون ہی سچا عقیدہ ہے

کہا جاتا ہے داڑھی اور پردہ ایک دہشت کی علامت ہیں

یہاں اللہ اکبر کی صدا دینے پہ قدغن ہے۔۔!!

یہاں کے حکمراں قرآں پڑھنے والے بچوں سے بھی خائف ہیں

یہاں قانون الٹا ہے۔۔!!

یہاں ارباب حل وعقد کا قانون ہی سچا عقیدہ ہے

یہاں کے اہل ایماں کے لیے شعبِ ابی طالب ہے

اور کچھ ٹارچل سیل ہیں

بہت سی لاپتہ قبریں ہیں

دوزخ ہیں

یہاں برزخ مزاجوں کا خدا نامہرباں ہے

اور بہت نامہرباں ہے وہ

وہ اپنے پوجنے والوں، ابوجہلوں، ابولہبوں سے کہتا ہے

کسی کے حیلہ وحجت کو تم تسلیم مت کرنا

بس اتنی بات کہہ دینا ''ہمیں اوپر سے آرڈر ہے''۔۔!!

ہمیں اوپر سے آرڈر ہے
تمہیں گھاٹی میں ہی پابند کردیں ہم
تمہارا دانہ پانی بند کردیں ہم
ہمیں اوپر سے آرڈر ہے۔۔!!

تمہارے دل کے ٹکڑے لاپتہ کردیں
تمہاری بیٹیوں کو بیوگی کا تاج پہنائیں
ہم ان کی سسکیوں، آہوں سے اپنے دل کو بہلائیں
ہمیں اوپر سے آرڈر ہے۔۔!!

مگر میں سوچتا ہوں
وہ جو یوم الدین کا مالک ہے
ان کی رسیاں جب کھینچ لے گا
اور کارندوں کو بولے گا
انہیں اعناق سے پکڑو
انہیں لے جاؤ اس آتش کدے میں جس کا یہ ایندھن ہیں
اور ان میں کسی کے حیلہ وحجت کو تم تسلیم مت کرنا
بس اتنی بات کہہ دینا
''ہمیں اوپر سے آرڈر ہے''۔۔!!

تو یہ اپنے بہت ہی مہرباں رب کو پکاریں گے
مگر **یالَیتَنِی** کا ورد کرتے وہ
کسی اسفل جہاں میں جا گزیں ہوگا۔۔!!

☆......☆......☆......☆

مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہم قسط:۷

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر کا جائزہ

غلطی نمبر(٦)...... فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى كَوْكَبًا (انعام آیت:٧٦) چنانچہ جب رات ان پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے۔

تبصرہ: جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اس آیت کی لمبی تفسیر میں بڑی دو غلطیاں کیں۔ ایک غلطی یہ کی کہ ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ کفر وشرک کے ماحول میں پیدا ہوئے تھے توحید کی تعلیم ان کو کہیں سے نہیں مل سکتی تھی وہ اس وقت نبی اور پیغمبر کے منصب پر فائز بھی نہیں تھے گرد وپیش میں کفر وشرک کا دور دورہ تھا لہٰذا حق تک پہنچنے میں بڑی جد وجہد اور لمبی جستجو کی ضرورت تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی حق کی جستجو کا آغاز کیا اس میں وہ حق بجانب تھے اگر وہ توحید پر نہ تھے تو یہ ایک عارضی حالت تھی جو قابل گرفت نہیں ہوتی ہے۔

اس لمبے کلام کے مفہوم سے علماء نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مولانا مودودی صاحب کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام نبوت سے پہلے توحید پر نہ تھے اس سے علماء نے مودودی صاحب کو اس الزام کا نشانہ بنایا کہ وہ نبوت سے پہلے کسی نبی کو کفر وشرک سے معصوم نہیں سمجھتے ہیں ''تفہیم القرآن'' کی عبارت کے پہلے حصے سے یہ مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے اور یہی کلام مجموعی طور پر غلط ہے۔

اس لمبی عبارت میں مودودی صاحب نے جو دوسرا حصہ پیش کیا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور تاروں کو اپنا رب کہا ہے تو اس میں اس لیے حرج نہیں تھا کہ یہ استقراری اور استقلالی عمل نہیں تھا بلکہ یہ طالب حق کا ایک سفر تھا اور اثنائے سفر میں اگر حق کی جستجو کے لیے عارضی طور پر کفر وشرک کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مودودی صاحب نے لمبی عبارت میں کئی مثالیں پیش فرما دیں اور پھر فیصلہ سنا دیا کہ ''لیکن وہ ایک خاص دن تھا جب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کو اس راہ پر ڈال دیا جس سے بالآخر وہ توحید الٰہ کی مرکزی حقیقت تک پہنچ کر رہے۔
(تفہیم القرآن سورۃ الانعام:٧٦)

تبصرہ: مودودی صاحب کی عبارت کے پہلے حصے اور دوسرے حصے سے علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ مودودی صاحب نے حضرت ابراہیم کو مرتکب شرک قرار دیا ہے گو ایک لمحہ کے لیے ہو، اس سے عصمت انبیاء

کا مسئلہ کھڑا ہو گیا چونکہ مودودی صاحب عصمت انبیاء کے بارے میں پہلے سے کمزور جملے ارشاد فرما چکے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑے گناہ یعنی قتل قبطی کا ملزم ٹھہرایا، حضرت یونس کو فریضۂ رسالت میں کوتاہی کرنے والا قرار دیا اس لیے علماء کو اس طرح فیصلہ کرنے میں آسانی پیدا ہو گئی کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معصوم نہیں سمجھا اور یہ عصمت انبیاء کے مخالف ہیں۔حالانکہ ان آیات میں جو ''ھذا ربی'' کا جملہ ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی کیا یہ میرا رب ہے؟ نہیں نہیں یہ میرا رب نہیں ہے۔

میں تو وہی بات عرض کرتا ہوں کہ اگر مودودی صاحب جمہور مفسرین کے ساتھ ہوتے تو یہ صورتِ بدسامنے نہ آتی جمہور کے ساتھ رہنے میں عافیت ہے الگ ہونے میں خطرات ہیں۔

غلطی نمبر (۷)...... مودودی صاحب نے سورۃ ''ص'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بھی بہت غلط باتیں لکھی ہیں جمہور مفسرین نے آیت ﴿وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ﴾ سورۃ ص کی آیت ۳۴ ر کی جو تفسیر کی ہے اس کے لیے انہوں نے بخاری اور مسلم کی ایک صحیح حدیث پیش فرمائی ہے جس میں صحیح صورت حال کو واضح کیا گیا ہے مودودی صاحب کو وہ تفسیر پسند نہیں تھی، لہٰذا انہوں نے عام مفسرین کی تفسیر کو غلط قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث اگر چہ صحیح ہے لیکن عقل اس کو نہیں مانتی ہے، لہٰذا میں اس کو قبول نہیں کر سکتا ہوں تفہیم القرآن کی عبارت ملاحظہ ہو:

''تیسرا گروہ کہتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہو گا، مگر یہ بات کہتے ہوئے انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان سے بھی ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا جسے دائی نے لاکر حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈال دیا۔یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے بخاری و مسلم اور دوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے۔

خود بخاری میں مختلف مقامات پر یہ روایت جن طریقوں سے نقل کی گئی ہے ان میں سے کسی میں بیویوں کی تعداد ۶۰ ر بیان کی گئی ہے، کسی میں ۷۰ ر کسی میں ۹۰ ر اور کسی میں ۱۰۰ ر۔جہاں تک اسناد کا تعلق ہے، ان میں سے اکثر روایات کی سند قوی ہے، اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جا سکتا، لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے اور پکار پکار کہہ رہا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہرگز نہ فرمائی ہو گی جس طرح وہ نقل ہوئی ہے۔بلکہ آپ نے غالباً یہود کی یاوہ گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے کسی موقع پر اسے بطور مثال بیان فرمایا ہو گا، اور سامع کو یہ غلط فہمی لاحق ہو گئی کہ اس بات کو حضور خود بطور واقعہ بیان فرما رہے ہیں۔ایسی روایات کو محض صحتِ سند کے زور پر لوگوں کے حلق سے اتروانے کی کوشش کرنا دین کو

مضحکہ بنانا ہے۔ ہر شخص خود حساب لگا کر دیکھ سکتا ہے کہ جاڑے کی طویل ترین رات بھی عشا اور فجر کے درمیان دس گیارہ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوتا۔ اگر بیویوں کی کم سے کم تعداد ۶۰ رہی مان لی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ ۶ ر بیوی کے حساب سے مسلسل دس گھنٹے یا ۱۱ ر گھنٹے مباشرت کرتے چلے گئے۔ کیا یہ عملاً ممکن بھی ہے؟ اور کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ حضور نے یہ بات واقعے کے طور پر بیان کی ہوگی؟'' (تفہیم القرآن سورۃ ص:۳۴)

تبصرہ مودودی صاحب نے اس جگہ ایک غلطی یہ کی ہے کہ اس صحیح حدیث کو صریح عقل کے خلاف قرار دیا ہے، دوسری غلطی یہ کی ہے کہ آنحضرت نے تو حدیث کو بطور تفسیر بیان فرمایا پورا قصہ بھی بیان فرمایا اور مودودی صاحب مفروضہ بنا کر فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے بطور واقعہ اور قصہ یہ حدیث بیان کی ہوگی بطور تفسیر نہیں۔ تیسری غلطی یہ کی ہے کہ اس صحیح صریح حدیث کو یہود کی یاوہ گوئی اور بکواس کہہ دیا ہے۔ چوتھی غلطی یہ کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزاتی فعل کو اپنے اوپر قیاس کیا اور کہا کہ ایک رات میں ساٹھ بیویوں سے جماع ممکن نہیں ہے۔ پانچویں غلطی اور گستاخی یہ کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ نہایت حقارت سے کیا ہے یعنی اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ چھ بیویوں کے حساب سے مسلسل دس یا گیارہ گھنٹے مباشرت کرتے چلے گئے الخ۔

مودودی صاحب کی یہ غلطیاں اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ جمہور مفسرین کی تفاسیر کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے ہیں تو اپنی بے علمی میں جو کچھ لکھنا چاہتا ہے لکھ دیتا ہے مودودی صاحب کی پوری تفسیر کی غلطیوں کو نکال کر نشاندہی کرنے کے لیے بڑی تصنیف اور بڑے وقت کی ضرورت ہے۔ میں مسلمان جوانوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر میں جو غلطیاں کی ہیں وہ تو غلطیاں ہیں لیکن جہاں تفسیر میں غلطی نہیں کی ہے اور اپنے ذہن کے زور سے اچھی اچھی حکمت کی باتیں بھی لکھی ہیں وہ بھی اکثر و بیشتر تفسیر بالرائ ہے جس کی احادیث میں سخت ممانعت ہے۔

میں ان آزاد خیال مفسرین کو شاعر کا ایک شعر یاد دلاتا ہوں شاعر نے کہا:

مشرقی و مغربی تعلیم حاصل کر مگر
بن کر علامہ وبال جہل نادانی نہ بن

نوجوان تفسیر عثمانی کا مطالعہ کیا کریں اور اگر زیادہ وقت ہو تو معارف القرآن کا مطالعہ کیا کریں۔ یہ جو کچھ میں نے اظہار خیال کیا ہے یہ مواخذات اکثر یتیمۃ البیان میں حضرت بنوری کے بیان کردہ ہیں پھر بھی تفہیم القرآن کی غلطیوں کی بنسبت یہ دریا کا ایک قطرہ ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆☆

بہ سلسلہ زبیر علی زئی کا تعاقب — مفتی رب نواز حفظہ اللہ

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۵

زبیر علی زئی:

ان اُصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ آلِ دیوبند اور اُن کے ہمنواؤں[۴۳۱] کا امکانِ کذبِ باری تعالیٰ والا عقیدہ:

۱:......نہ تو قرآن[۴۳۲] سے ثابت ہے۔

۲:......نہ حدیث[۴۳۳] سے ثابت ہے۔

۳:......اور نہ اجماعِ اُمت[۴۳۴] سے ثابت ہے۔

۴:......نہ تو یہ عقیدہ خیر القرون کے آثارِ سلف صالحین[۴۳۵] سے ثابت ہے اور نہ اجتہادِ ابی حنیفہ[۴۳۶] سے ثابت ہے۔

الجواب:

۴۳۱ کاش کہ علی زئی صاحب یہاں بتادیتے کہ امکانِ کذب میں دیوبندیوں کے ہمنوا کون ہیں؟ ان کے اپنے غیر مقلدین ہیں یا کوئی اور؟

۴۳۲ یہ عقیدہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے۔مگر ہم یہاں صرف وہی آیات پیش کریں گے جن کی تفسیر خود غیر مقلدین نے اس طرح کی ہے جس سے ''امکانِ کذب'' کا اثبات ہوتا ہے۔

پہلی آیت:

قرآن میں ہے:ان اللہ علی کل شیء قدیر (سورہ بقرۃ:آیت ۲۰)

اس جیسی آیات میں اللہ تعالیٰ کی عمومِ قدرت کا بیان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ دیگر بے شمار چیزوں پر قادر ہے اسی طرح اپنے کہے ہوئے کے خلاف کر سکنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔علمائے دیوبند کا عقیدہ ان جیسی آیات سے ماخوذ ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان ہے۔

حنیف ندوی صاحب غیر مقلد،علمائے دیوبند کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دیوبند کے اکابر جو اِسی نشہ توحید سے متاثر تھے،جس نے مولانا [اسماعیل (ناقل)] شہید کو بے خود کر رکھا تھا،یہ موقف اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کذب ایسے معائب پر قادر تو بے شک ہے مگر ان کا صدور کبھی

نہیں ہوسکتا۔ان کا استدلال ان آیات سے تھا جن میں ان اللہ علی کل شیء قدیر ایسی تصریحات آتی ہیں اور جن میں کہ اس کی قدرت کا علی الاطلاق ذکر ہے۔ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اس درجہ حاوی اور ہمہ گیر نہ مانا جائے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ قدرت ناقص ہے، کامل نہیں۔حالانکہ قرآن میں اس کی قدرت کو ہر ہر شیءتک وسعت پذیر قرار دیا گیا ہے۔'' [الاعتصام لاہور ۷ نومبر ۱۹۶۱ء:۲]

''... علی کل شیء قدیر'' سے امکانِ کذب کا اثبات غیر مقلدین کے بھی متعدد علماء نے کیا ہے۔

بخاری میں دعا منقول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی۔اس کے آخر میں'' وانت علی کل شیء قدیر'' ہے۔

[بخاری: کتاب الدعوات ، باب قول النبی ﷺ اللھم اغفرلی ما قدمت و ما اخرت]

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب بخاری کی شرح میں ' ..علی کل شیء قدیر ' کے تحت لکھتے ہیں:

''یہی استغناء الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھرتھراتے اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصور کا اعتراف اور اقرار کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آگئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا۔حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمہ اللہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندۂ درگاہ بنا دے جل جلالہ۔'' [تیسیر الباری شرح بخاری: ۸/ ۲۶۷ طبع تاج کمپنی]

داؤد راز صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''دُعا کے آخر میں لفظ انك علی کل شیء قدیر فرمانا اس چیز کا اظہار ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے یہی استغناءِ الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھراتے ہیں اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آئی تو پھر کہیں کا ٹھکانا نہ رہا۔حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منبری [منیری (ناقل)] رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندۂ درگاہ بنا دے۔جل جلالہ۔یہاں مشیت کا ذکر ہو رہا ہے، مشیت اور چیز ہے اور قانون اور چیز ہے۔قوانینِ الٰہی کے بارے میں صاف ارشاد ہے ولن

تجد لسنة الله تبديلا ولن تجد لسنة الله تحويلا (فاطر)صدق الله تبارك وتعالیٰ۔''

[شرح بخاری اردو: ۶۶۹/۷]

تنبیہ: علی زئی صاحب تو ''امکانِ کذب'' کو کفریہ عقیدہ قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے متعدد غیر مقلدین تو ''علی کل شیء قدیر'' کے تحت اللہ کی قدرت کو اتنا وسیع مانتے ہیں کہ محال وممتنع پر بھی اللہ کو قادر تسلیم کرلیا۔

چنانچہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت کرنا بے ادبی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے جیسے اس نے قرآن میں فرمایا۔ محال اگر کوئی شے ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے۔''

[لغات الحدیث ۲/ ۳۹: ق]

عبد الاحد خان پوری صاحب غیر مقلد نے ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھا:

''آریہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ قرآن میں لکھا ہے **ان اللہ علی کل شیء قدیر** یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ سو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس [ثناء اللہ امرتسری (ناقل)] نے کہا کہ ہاں قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔ دیکھو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس کو اس خبیث کے پلید منہ سے کتنا کفرِ عظیم نکلا جس کا کوئی کافر بھی قائل نہیں ہوسکتا۔''

[الفیصلة الحجازية: ۲۱ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

ثناء اللہ امرتسری مذکور، علی زئی صاحب کے شیخ الشیخ یعنی دادا استاد ہیں اور غیر مقلدین کے حلقہ میں ''ہیرو اور شیخ الاسلام'' کہلائے جاتے ہیں۔

دوسری آیت:

ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض جميعا (سورہ المائدۃ آیت: ۱۷)

اگر اللہ تعالیٰ مریم کے بیٹے مسیح اور اس کی ماں اور زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کو تباہ کرنا چاہے تو اس کے سامنے کسی کی کچھ چل سکتی ہے۔ (فوائد سلفیہ)

اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر اللہ چاہے مسیح یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ان کی ماں سیدہ مریم علیہا السلام اور تمام زمین والوں کو ہلاک کرسکتا ہے مگر چونکہ وہ وعدہ فرما چکا ہے کہ نیکوں: انبیاء اور رسل (جن کا ایک فرد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں) اور کامل مؤمنین کو امن وعافیت نصیب کرے گا اس لیے کبھی انہیں ہلاکت کے گھاٹ نہیں اتارے گا البتہ ایسا کرسکنے پر قادر ضرور ہے۔ اپنے کہے ہوئے کے خلاف کرسکنے پر اللہ تعالیٰ کو

قادر ماننا امکانِ کذب کہلاتا ہے۔

مذکورہ آیت کے تحت غیر مقلدین کے حواشی میں لکھا ہے:

''وہ [اللہ (ناقل)] مالکِ کل اور مختار ہے اور سب چیزوں پر اسے قدرت اور تفوّق حاصل ہے۔ وہ چاہے تو سب کو آن کی آن میں فنا کر سکتا ہے۔'' [فوائدِ سلفیہ: ۱۳۳]

تیسری آیت:

ولئن شئنا لنذھبن بالذی او حینا الیك. (سورہ بنی اسرائیل آیت: ۸۶)

اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی آپ کی طرف ہم نے اتاری ہے سب سلب کر لیں۔ (ترجمہ جونا گڑھی)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''نہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے نبوت اور وحی چھینی ہے اور نہ یہ مقام چھینے گا۔ اور اس میں کسی مسلمان کو کوئی شک نہیں لیکن اس بالا مضمون میں یہ امر واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ یہ مقام آپ سے چھیننا چاہے تو وہ اس پر قادر ضرور ہے... یعنی فی نفسہ تو سلبِ وحی ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کو شامل ہے مگر چونکہ وہ یہ وعدہ فرما چکا اور خبر دے چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں نبی ہیں، لہٰذا اس خبر کی وجہ سے یہ سلبِ وحی ممتنع ہو گئی ہے اور اسی کو کہتے ہیں ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر۔'' [تنقید متین: ۲۰۷]

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی وحی کے ذریعے سے جو تھوڑا بہت علم دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بھی سلب کر لے یعنی دل سے محو کر دے یا کتاب سے مٹا دے۔'' [تفسیری حواشی: ۷۹۱]

چوتھی آیت:

ام یقولون افتری علی اللہ کذبا فان یشا اللہ یختم علی قلبك (سورہ شوری آیت: ۲۴)

کیا کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے۔ (ترجمہ جونا گڑھی)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تیرے دل پر (معاذ اللہ) مہر لگا دے وحی اور نبوت بند بلکہ سلب کر لے... لیکن نہ تو اس نے ایسا کیا ہے اور نہ کرے گا، گو قدرت اس کو حاصل ہے اور وہ عاجز اور قاصر نہیں ہو گیا... الغرض اہل السنّت والجماعت کے نزدیک قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ اپنی حقیقت پر ہے

اور بلا کسی تاویل کے صحیح ہے، اشکال تو معتزلہ اور اہلِ بدعت پر ہوگا کہ اگر حضور علیہ السلام کے قلب مبارک پر (عیاذا اللہ) مہر لگانے پر قدرتِ خداوندی تسلیم کر لی جائے تو اس کے کلام میں امکانِ کذب لازم آئے گا۔''

[تنقیدِ متین: ۲۰۹]

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی اس الزام میں اگر صداقت ہوتی تو ہم آپ کے دل پر مہر لگا دیتے، جس سے وہ قرآن ہی محو ہو جاتا جس کے گھڑنے کا انتساب آپ کی طرف کیا جاتا ہے۔'' (تفسیری حواشی: ۱۳۶۸)

مذکور آیت کی تشریح ''فوائدِ سلفیہ'' میں اس طرح کی گئی ہے:

''یعنی آپؐ کے قلب کو ماؤف کر دے اور اب تک اتارا ہوا سارا قرآن سلب کر لے۔''

[فوائدِ سلفیہ: ۵۷۹]

۴۳۳ اوپر (حاشیہ: ۴۳۲ میں) غیر مقلدین کا اعتراف نقل ہو چکا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ از روئے حدیث ''امکانِ کذب'' کا عقیدہ درست ہے۔ اس لیے یہاں مزید حدیثیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اتماماً للفائدۃ کچھ حدیثیں یہاں درج کر دیتے ہیں۔

بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی، خدا کی قسم میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس پر یہ نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہونا ہے۔ [ترجمہ وحید الزمان]

داؤد راز صاحب غیر مقلد نے بخاری میں درج مذکورہ بالا حدیثِ نبوی کی تشریح کرتے ہوئے لکھا:

''اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغنی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درجہ پر پہنچ جائے مگر اس کے استغناء اور کبریائی سے بے ڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شہنشاہ ہے جو چاہے وہ کر ڈالے، رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور گنہگار کو بہشت میں لے جاوے کوئی دم نہیں مار سکتا۔'' [شرح بخاری ۵۰۳/۵ مناقب الانصار، باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ ح: ۳۹۲۹ شائع کردہ مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند، نظرِ ثانی مولانا عبد السلام بستوی، مولانا ابو محمد عبد الجبار سلفی، سنِ اشاعت ۲۰۰۰ء]

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عیسائی پادریوں نے یہاں ایک بڑا اعتراض کیا ہے جب مسلمانوں کے پیغمبر صاحب کو خود اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو وہ دوسرے گناہ گاروں کی کیا سفارش کریں گے۔ اس کا کئی طرح کا جواب دیا جا سکتا ہے

...ہمارے پیغمبر صاحبؐ سے باوجود یکہ اللہ تعالیٰ نے سچے وعدے فرمائے تھے اور آپ کو قطعی یقین اپنی نجات کا تھا مگر شانِ بندگی اس کو مستلزم ہے پروردگار کے استغناء اور جلال کو ملحوظ رکھے اور کبھی اپنے قرب اور صلاحیت پر تکیہ نہ کرے جیسے حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیریؒ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ پروردگار جل شانہ کا استغناء ایسا ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں تمام کافروں کو اور مشرکوں کو اپنا ولی بنالے اور تمام اولیاء اور انبیاء کو محروم کردے۔'' [تیسیر الباری شرح بخاری:۲۳۸/۲]

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب حدیثِ قدسی ''حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ ، میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اب اس کے دو معنی ہیں۔ بعضوں نے کہا: یعنی میں ظلم سے پاک اور برتر ہوں، میرا کوئی فعل ظلم نہیں ہوسکتا۔ چونکہ ساری مخلوقات میری ملک ہے اور ظلم کہتے ہیں غیر کی ملک میں تصرف کرنے کو اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی وارد ہے۔ گو اس کی سند میں گفتگو ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے آسمان اور زمین والوں کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہ ہوگا اور اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین کا یہ قول ہے کہ ظلم کہتے ہیں وضع الشیء فی غیر محلہ کو اور ظلم ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت ہے، لیکن بہ نظر وعدۂ الٰہی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وما انا بظلام العبید ''اس کا وقوع ممتنع ہے اور یہی مذہب صحیح ہے۔'' [لغات الحدیث:۶۰/۱:ح]

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد نے اپنے خطبات میں درج ذیل حدیث بیان کی:

''اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔'' [خطبات بہاولپوری:۲۸/۴]

۴۳۴

اوپر (حاشیہ:۴۳۲ میں) بخاری کی روایت کردہ دعائے نبوی کی تشریح میں غیر مقلدین کا اعتراف نقل ہوچکا ہے کہ قرآنی آیت ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' سے امکانِ کذب ثابت ہوتا ہے اور تمام اہلِ حق کا اس آیت میں بیان کردہ ''قدرتِ کاملہ'' پر ایمان ہے۔

۴۳۵

لیجئے! خیر القرون کا حوالہ پڑھئے:

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''وہ تابعیؒ تھے۔ صحابیؓ سے جا کر کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ کہ جس سے مرا ایمان ٹھیک ہوجائے۔ انہوں نے کہا کہ میں تجھے حدیث سناؤں جو میں نے خود اپنے کانوں سے سُنی ہے۔ کہنے لگے...

اگر اللہ سارے آسمان والے فرشتوں اور ساری زمین کے انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو خدا ظالم نہیں... اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔اب وہ بڑا حیران ہوا۔ایک اور سے جا کر پوچھا۔اس نے بھی یہی کہا۔دوسرے سے پوچھا، تیسرے سے پوچھا...'' [خطبات بہاول پوری:۲۸۴/۴]

مذکورہ بالا تابعی اور صحابی کا بیان کردہ مضمون ''امکانِ کذب'' نہیں تو اور کیا ہے؟ تابعی اور صحابی خیر القرون کے ہی اسلاف ہیں۔

۴۳۶

عقیدہ نصوص سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اجتہاد سے۔اس لیے یہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہاد کا مطالبہ درست نہیں۔

علی زئی صاحب مخالف سے قرآن وحدیث، خیر القرون، اجماعِ امت اور اجتہادِ مجتہد کا حوالہ مانگ رہے ہیں لیکن خود جناب نے ''امکانِ کذب'' کو گستاخانہ اور کفریہ عقیدہ قرار دیتے ہوئے قرآن، حدیث، خیر القرون، اجماعِ امت اور اجتہادِ مجتہد کو پیش نہیں کیا۔صرف اتنا کہا:

''اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے اور وہ تمام بُری صفات سے پاک ہے۔''

(حاشیہ شرح حدیثِ جبریل:۱۲۸)

مگر یہ تو وقوعِ کذب کے محال ہونے کی دلیل ہے، اس سے امکان کذب کی تردید نہیں ہوتی جیسا کہ علی زئی صاحب کے استاد محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد نے اعتراف کیا ہے۔[الاصلاح:۲۱۱]

امکانِ کذب اور علمائے امت:

۱)......شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لو ادخل واحدا من الانبیاء و الصالحین النار کان عادلا ....یجب علینا ان نقول صدق الامر و لایقولون لم و کیف هذا یجوز ان یکون ولو کان عن عدل و حق وهو شیء لایکون و لا یفعل شیأً من ذلك۔[الفتح الربانی:۵۸۴،مجلس نمبر:۶۱]

مفہوم: اگر اللہ انبیاء و صالحین میں سے کسی کو جہنم میں داخل کر دے تو وہ عادل ہوگا...ہم پر واجب ہے کہ کہیں کہ معاملہ سچا ہے اور چوں چراں نہ کریں۔اس طرح ہو جانا جائز ہے اور یہ ہونا اگرچہ عدل و حق ہوگا لیکن یہ ایسی چیز ہے جو ہوگی نہیں اور اس میں سے اللہ کچھ نہیں کرے گا۔

''الفتح الربانی'' میرے پاس نہیں، یہ حوالہ مجھے حضرت مولانا ابوایوب قادری حفظہ

اللہ (جھنگ) نے لکھوایا ہے جزاھم اللہ.

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو غیر مقلدین ''اہلِ حدیث اور غیر مقلد'' کہا کرتے ہیں اور علی زئی صاحب نے ان کے بارے میں لکھا:

''شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے۔'' [توضیح الاحکام:۲/۴۲۱]

پھر انہوں نے محدثین سے ان کا ''شیخ الاسلام'' ہونا وغیرہ نقل کر کے لکھا:

''علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ و صدوق اور نیک آدمی تھے۔'' [توضیح الاحکام:۲/۴۲۲]

۲)......شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اہل السنّت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے، بلکہ تمام جہان اس کی ملک ہے اور دنیا وآخرت میں اس کی بادشاہی ہے، ان میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، سو اگر وہ تمام اطاعت شعاروں اور نیکوں کو سزا دینا چاہے اور سب کو (معاذ اللہ) دوزخ میں ڈال دے تو اس کا عدل ہوگا اور اگر ان کو عزت ونعمت عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے تو یہ اس کا فضل ہوگا، اور اگر وہ کافروں کو...انعام عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے تو اس پر بھی اس کو قدرت ہے لیکن اس نے خبر دی ہے اور اس کی خبر بالکل سچی ہے کہ وہ ایسے کرے گا ہرگز نہیں بلکہ اپنی رحمت سے مؤمنین کی مغفرت فرما کر انہیں جنت میں داخل کرے گا اور عدل وانصاف کے قاعدہ کے مطابق کافروں کو سزا دے گا اور انہیں ہمیشہ دوزخ میں رکھے گا، یہ اہل السنّت کا مذہب ہے۔ رہے معتزلہ تو وہ احکام کو اپنی عقل سے ثابت کرتے ہیں اور اعمال پر ثواب دینے کو واجب قرار دیتے ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بندوں کے لیے جو چیز مفید تر اور اصلح ہے وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اس کے خلاف کو وہ ممنوع ٹھہراتے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی وہ بڑے طویل خبط کا شکار ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے باطل نظریات اور خلافِ نصوص اختراعات سے بلند وبالا ہے۔'' [شرح مسلم:۲/۳۷۶]

امام نووی رحمہ اللہ کا شمار محدثین میں ہے اور علی زئی صاحب نے لکھا:

''ایک محدث بھی مقلد نہیں تھا۔'' [اوکاڑوی کا تعاقب:۵۲]

۳)......امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''نہ تو طاعت پر ثواب واجب ہے اور نہ معصیت پر عقاب ضروری ہے، بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ

کا تفضّل اور احسان ہے۔'' [تفسیر کبیر ۲۵/۴]

امام رازی رحمہ اللہ کو کئی غیر مقلدین نے ''غیر مقلد'' کہا ہے۔ علی زئی صاحب کے استاد بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''چوتھی صدی کے بعد بھی کئی ایسے لوگ گزرے ہیں جو کسی کے مقلد نہیں تھے مثلاً ... فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ کو دیکھو کس طرح تفسیر میں تقلید کی مذمت کرتے ہیں۔'' [تنقیدِ سدید: ۳۰۲]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''امام رازی نے تو خوب تقلید کو رد کیا ہے۔'' [تنقیدِ سدید: ۳۳۹]

۴)......حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے فاروقی جلال میں آ کر نیک لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

ترجمہ ''اگر وہ سب کو (معاذ اللہ) دوزخ میں بھیج دے اور ان کو ہمیشہ کا عذاب دے تب بھی اس پر اعتراض کی کوئی مجال نہیں ہے۔'' [مکتوبات حصہ چہارم دفتر اول: ۱۲۰]

۵)......شیخ محدث عبد الحق دہلویؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ ''ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ عقلاً جائز ہے یا نہیں؟ معتزلہ اس کے قائل ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ جائز ہو تو یہ دُور کرنے اور نفرت دلانے کا سبب ہوگا (یعنی عمومِ قدرت کے جواز سے لوگ یہ تاثر لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور وعدہ کا معاذ اللہ کوئی اعتبار نہیں اور یہ حق سے دُور ہونے اور تنفر کا ذریعہ ہے) اور ہمارے گروہ کے نزدیک جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر اور اسے ہدایت دے کر نبوت کے مرتبہ تک پہنچا دے مگر سمعی دلیل سے یہ ثابت ہے کہ عقلاً یہ جائز ہوتے ہوئے بھی کبھی وقوع میں نہیں آیا۔'' [مدارج النبوۃ]

حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہما اللہ کے ساتھ غیر مقلدین بہت زیادہ عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے تو ان دونوں بزرگوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک مستقل کتاب ''دو روشن ستارے'' لکھ دی ہے۔

علی زئی صاحب کے ہم نوا جب امکانِ کذب کے عقیدہ کو ''کفریہ'' کہتے ہیں تو وہ ان بزرگوں کے بارے میں کیا فتویٰ صادر کریں گے؟

تنبیہ: شرح مسلم، تفسیر کبیر، مکتوبات اور مدارج النبوۃ کے حوالے بندہ نے امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''تنقیدِ متین'' سے نقل کیے ہیں۔ (جاری۔۔۔)

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ

مرے لبوں پر نبی ﷺ کے اصحابؓ کا سدا تذکرہ رہے گا
دل و جگر میں پیار اُن کا بسا رہا ہے بسا رہے گا

حدیث و قرآں میں جابجا اُن کی منقبت مسکرا رہی ہے
سروں پہ اُن کے رضا کا سہرا سجا رہا ہے سجا رہے گا

یقین اُن کا پہاڑ جیسا، مقام اُن کا فلک سے اُونچا
چراغ اُن کی فضیلتوں کا جلا رہا ہے جلا رہے گا

اُنہوں نے قیصر کو مات دی ہے، اُنہوں نے کسریٰ کو روند ڈالا
نبی ﷺ کے دشمن پہ خوف اُن کا سدا رہا ہے سدا رہے گا

اُنہی کے دم سے ہے دینِ نبوی عرب میں چمکا، عجم میں پھیلا
جبھی تو اُن سے ہر اِک سبائی خفا رہا ہے خفا رہے گا

زمیں پہ اُن کی وِلا کے نغمے، فلک پہ اُن کی وفا کے چرچے
جبینِ ہستی پہ نام اُن کا لکھا رہا ہے لکھا رہے گا

جو مانا دریا نے حکم اُن کا تو وحشیوں نے بھی کی اطاعت
تری میں، خشکی میں اُن کا سکہ، جما رہا ہے جما رہے گا

جمیلؔ ہر آن ہر صحابی حضور ﷺ پر جب رہا ہے قرباں
تبھی تو اُن پر ہر ایک سنی فدا رہا ہے فدا رہے گا

☆......☆......☆......☆